بسم اللہ الرحمن الرحیم
بہتر تارے
یعنی
سوانح حیات شہدائے کربلا
مؤلفہ
حجۃ الاسلام علامہ الحاج سید محمد محسن صاحب قبلہ کراروی۔ پشاور
ناشران
امامیہ کتب خانہ
مغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ
لاہور

حجۃ الاسلام علّامہ الحاج سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی

(پشاور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبالنجم ھم یھتدون

دشمناں چوں ریگِ صحرا لاتعد
دوستانِ او بہ یزداں ہم عدو (اقبالؒ)

بہتّر تارے

یعنی

تحفظِ اسلام کی خاطر سرزمینِ کربلا پر سر سے گزرنے والے آسمانِ وفا کے بہتّر تارے، اٹھارہ بنی ہاشم اور حضرت امام حسینؑ کے مختصر حالات

مؤلفہ

سرکار فخر العلما حضرت مولانا الحاج سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی
واعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔ خطیب شیعہ جامع مسجد پشاور۔ ناظمِ اعلیٰ آل پاکستان شیعہ مجلس علماء

ناشران

امامیہ کتب خانہ مغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ
حلقہ ۷۲، لاہور ۸

محمود ریاض پرنٹرز
پریس مارکیٹ ہجویری پارک، ریٹیگن روڈ، لاہور

ملتِ جعفریہ کے عظیم فرزند مولانا سید نجم الحسن کراروی کا

ایک اور شاہکار

نصِ خلافت

اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے جو نہایت مختصر اور جامع لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کو مناظرے کی چپقلش سے دُور رکھا گیا ہے۔ اس میں واقعاتی حقائق سے بحث کی گئی ہے اور ایسا انداز اختیار کیا گیا ہے کہ ایک اجنبی پڑھنے والا نہایت آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ جائے کہ جو مسلمان خلافت بلافصل کا قائل نہیں وہ جنت میں نہ جا سکے گا۔ اس میں آیہ "فاذا فرغت فانصب" کی ایسی تفسیر کی گئی ہے جو کبھی کسی نے اس سے قبل نہیں کی تھی۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عہدِ رسولؐ میں اور انکے بعد تمام اصحاب مہاجر و انصار شیعہ تھے۔ اس میں نجات الشیعہ سے بھی مکمل بحث کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ملتِ شیعہ جعفریہ کے سوا کوئی جنت میں نہ جائیگا۔ آخر کتاب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ عظیم الشان خطبہ مع ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔ جو حضورؐ نے غدیرِ خُم کے تاریخی اجتماع میں فرمایا تھا۔ یہ مختصر کتاب حضرات اہلسنت کی ۱۸۲ کتابوں سے لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب تیار ہو کر آچکی ہے۔ سائز $\frac{30 \times 20}{16}$ کتابت عمدہ۔ طباعت آفسٹ۔ کاغذ عمدہ۔ ٹائیٹل رنگین۔ ہدیہ مناسب

ملنے کا پتہ

امامیہ کُتب خانہ مُغل حویلی اندرون موچی دروازہ۔ حلقہ ۶

لاہور ۸

باسمہٖ سبحانہٗ

پیشکش

دل کی آواز

میں اپنی اس حقیر تالیف کو
سید الشہداءؑ کی دکھیا بہن شریکۃ الحسینؑ
ثانی زہرا حضرت زینب سلام اللہ علیہا
کے نام نامی اور اسمِ گرامی سے معنون کرتا ہوں

حدیثِ عشق دو باب است کربلا و دمشق
یکے حسینؑ رقم کرد و دیگرے زینبؑ

خادم
نجم الحسن

۷۸۶

پیش گفت

"بہتر تارے" سے مراد آسمانِ وفا کے وہ بہتر ستارے یعنی جاں نثارانِ حسینؑ ہیں جو آفتابِ امامت حضرت امام حسینؑ اور اٹھارہ بنی ہاشم کے ہمراہ زمینِ کربلا پر مٹی میں ملا دیئے گئے، انھیں سیدالشہدار حضرت امام حسینؑ اور افضل الشہدار حضرت عباسؑ وغیرہما کی طرح یومِ عاشورا شہید کیا گیا۔ اُن کے سر کاٹے گئے اور اُن کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ تمقام اور جلاء العیون میں ہے کہ کربلا میں زین العابدینؑ امام محمد باقرؑ، حسن مثنیٰ اور مرقع ابنِ تمامہ اسدی اور عقبہ ابن سمعان غلام جنابِ رباب کے علاوہ کوئی نہیں بچا۔ اِن شہدار کی زندگی بظاہر ختم ہوگئی لیکن اللہ رے افضالِ خداوندی ان کا خون خاکِ شفا میں مل کر سجدہ گاہِ خلائق بنا، انھیں حیاتِ جاودانی عطا ہوئی اور اُن کی تدفین میں شرکت کے لئے حضرت سرورِ کائنات صلعم جنت سے تشریف لائے۔ (مائتین)

میں نے اس کتاب میں کربلا کے شہدار کا ذکر کیا ہے۔ یعنی سیدالشہدار حضرت امام حسین علیہ السلام، اٹھارہ بنی ہاشم اور ان کے بہتر جاں نثاروں کے مختصر حالات قلمبند کئے ہیں اور ترتیب شہادت کے اعتبار و لحاظ سے اصحاب اعزار، پھر حضرت سیدالشہداء کا ذکر کیا گیا ہے۔

کتاب کے اختتام پر اُن شہدار کے اسمار کی ایک فہرست بھی بحوالہ کُتب درج کر دی ہے جن کے تذکرے بعض کتابوں میں ملتے ہیں۔

سید نجم الحسن کراروی
کوچہ مولانا صاحب، پشاور سٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

جنگِ کربلا میں حسینی وفاداروں کی جاں نثاری

مجاہد فی سبیل اللہ ایسے کم نظر آئے
قیامت ہو جنھیں اک اک گھڑی شوق شہادت میں

حضرت پیغمبرِ اسلام کے دمِ واپسیں کے واقعات، امیر المومنینؑ کے حالات اور امام حسنؑ کی بے لبسی اور ان کی شہادت امام حسینؑ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بھائی کے بعد آپ نے خاموشی اور گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ امورِ سلطنت میں دخل دینا تو درکنار معمولی معمولی معاملات میں بھی آپ دلچسپی لینے سے احتراز کرتے تھے۔ امیر معاویہؒ جب ایک ہزار کا لشکر لے کر یزید لعؔ کی سلطنت کی راہ ہموار کرنے کے لئے نکلے تھے۔ اور مدینہ پہنچ کر امام حسینؑ سے ملے تھے تو آپؑ نے سوالِ بیعت کے جواب میں فرمایا تھا کہ مجھے یزید لعؔ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے

اور ساتھ ہی اُس کے کیریکٹر کا حوالہ بھی دیا تھا۔

رجب سنہ ۶۰ ھ میں جب معاویہ نے انتقال کیا اور یزید لعہ تخت نشین ہوا تو اُس نے سب سے پہلے امام حسینؑ سے بیعت لینے کی سعی کی۔ لیکن دنیائے اسلام کی وہ سب سے عظیم شخصیت جس نے اُسکے باپ کی بیعت نہ کی ہو، بھلا وہ بدکردار بیٹے کی بیعت کیا کرتی۔ آخر آپ نے ولید بن عقبہ والئ مدینہ کے اِس کہنے کا جواب کہ "مجھے یزید نے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے بیعت لے لوں۔" نفی میں دے دیا اور فرمایا کہ میرے لئے یزید لعہ کی بیعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کے بعد آپ نے کمال تدبّر کی وجہ سے ترکِ وطن کا فیصلہ کرلیا۔ اور آپ ۲۸ رجب کو اپنے بال بچّوں سمیت مدینہ سے روانہ ہوکر مکہ معظمہ جا پہنچے۔ پُورے چار ماہ اور چند یوم مکّہ میں قیام پذیر رہنے کے بعد اُسے مدینہ کی طرح مقام خوف جان کر تحفّظ حرمت کعبہ کے پیش نظر اہلِ کوفہ کی دعوت کے سہارے ۸ ذی الحجہ کو وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں بمقام شراف آپ کی پیش قدمی کو روکنے، نیز آپ کی گرفتاری اور نظر بندی کے لئے ایک ہزار کا لشکر آ گیا، جس کا سپہ سالار حُر رضہ ابنِ یزید ریاحی تھا۔

حُر رضہ کا لشکر آپ کو گھیرے میں لئے ہوئے جا رہا تھا کہ ۲ محرم الحرام کو کربلا میں وُرود ہوا۔ آپؑ نے حُر رضہ کی منشا کے مطابق نہر سے کافی دُور اپنے خیمے نصب کرائے۔

۳ محرم سے لشکر کی آمد کا تانتا بندھا اور یوم عاشورہ تک ہزاروں
کی فوج آگئی۔ ساتویں سے پانی بند ہوا، اور دسویں کو ارضِ نحوست کے
خونخواروں کی وجہ سے آسمانِ وفا کے "بہتر تارے" اور چرخِ رسالت
کے متعدد شمس و قمر اور ماہ پارے خاک میں مل گئے۔
مؤرخین کا بیان ہے کہ جب صبح عاشور نمایاں ہوئی تو سرکار سیدالشہداؑ
اپنے اصحاب کے ساتھ نماز کے لئے آمادہ ہوئے، پانی نہیں تھا تیمم کیا۔
امام حسینؑ ایک خاص مؤذن رکھتے تھے جس کا نام حجاج ابن مسروق
تھا جو ان شہدا میں سے ایک ہے۔ ہمیشہ وہی اذان کہا کرتے تھے، لیکن
آج حضرتؑ نے اپنے فرزندِ ارجمند شبیہ پیغمبرؐ حضرت علیؑ اکبر سے فرمایا
کہ بیٹا! آج تم اذان کہو۔ حضرت علی اکبرؑ نے اذان کہی۔ حضرت نے نماز
ادا کی۔ تمام اصحاب نے حضور کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ امام حسینؑ نے
نماز کے بعد اصحاب اور اہلِ بیت کے مردوں سے خطاب فرمایا۔
"اشہد ان نقتل کلنا الا علی میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ زین العابدین
کے علاوہ ہم سب آج شہید ہو جائیں گے۔ جونہی ان حضرات نے سرکار
سیدالشہداء سے اس خوش خبری کو سنا، تمام نے مسرت اور خوشی کا اظہار
کیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض اسی خوشی میں ایک دوسرے سے
مذاق کرنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ یہ مذاق کا وقت نہیں۔ دوسرے
نے جواب دیا۔ خدا کی قسم میں نے زندگی بھر کبھی مذاق نہیں کیا اور نہ میں
مذاق کو پسند کرتا ہوں۔ لیکن آج تو انتہائی خوشی کا دن ہے، ان کی رفعت

پر غور کیجئے۔

دوسری طرف طلوع صبح سے پہلے عمرُ بن سعد لعین نے لشکر کی صف آرائی کی۔ بحر المصائب کی روایت کے مُطابق لشکر کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار اور ایک قول کے مطابق ایک لاکھ۔ اور دوسرے قول کے مطابق اسّی ۸۰ ہزار سوار اور چالیس ۴۰ ہزار پیادے تھے۔ ان اختلافات روایات میں لشکرِ یزید لعہ کی کم از کم تعداد تیس ہزار تھی۔ سب صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ لشکر کا کمانڈر انچیف خود عمر سعدؔ تھا۔ ڈپٹی کمانڈر انچیف اس کا بیٹا تھا۔ میمنہ کا سردار عمر بن حجاج اور میسرہ کا سردار شمرؔ ابن ذی الجوشن۔ تیر اندازوں کا سردار محمد ابن اشعث تھا۔ یہ جمِ غفیر امام مظلوم کے خلاف صف آرا ہوا۔

سرکار سیّد الشہداء نے بھی صف آرائی کی، زیادہ سے زیادہ لشکر کی تعداد ۱۴۵ اور بروائتے ۱۹۲، اور کم سے کم ۷۲، تھی۔ بیالیس پیادے اور تیس سوار۔ میمنہ کے سردار جبیب ابن مظاہر اور میسرہ کے زہیر ابن القین ایک علم حضرت حبیب ابن مظاہر کے ہاتھوں میں تھا۔ اور رائیٹ سب سے بڑا علم حضرت ابوالفضل العباس علیہ السّلام کے دستِ مُبارک میں تھا۔ صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ کتاب البلدان ابن فقیہ طبع ایران کے صفحہ ۷۳ امیں ہے کہ امام حسین علیہ السّلام کے ساتھ ۷۲ میں سے ۴۰ کوُفی تھے۔ کتاب نور العین علامہ ابواسحاق اسفرائنی میں ہے کہ لشکرِ مخالف میں چالیس ہزار کوُفی تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد لشکر ابنِ سعدؔ میں جنگ کا بگل بجا اور ٹڈی دل فوج نے شاہِ کم سپاہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ تیروں کی ایسی بارش ہوئی کہ جس نے امامِ مظلوم کے تقریباً تمام مجاہدوں کو زخمی کر دیا اور تیس بروایتے بیالیس بہادر تو اسی وقت جان بحق تسلیم ہو گئے۔ اِس جنگ کو تاریخ نے "جنگِ مغلوبہ" کا نام دیا ہے۔

پھر اس کے بعد انفرادی نبرد آزمائی کا سلسلہ شروع ہوا، اور کہیں کہیں موقعہ پر اجتماعی کیفیت بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ یہ سلسلہ جنگ عصر کے بعد تک جاری رہا اور پنجتنؑ پاک کے خاتمہ پر جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ علامہ اربلی لکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی جنگ آخر تیس ہزار دُشمنوں سے تھی۔ ہنگامِ عصر جب امام حسینؑ کے لڑنے کی باری آئی تو اُس وقت تیس ہزار دُشمن باقی رہ گئے تھے جنھوں نے مل کر امام حسین علیہ السلام کو قتل کر کے پنجتن کا خاتمہ کیا۔ جنگ کے اختتام پذیر ہوتے ہی خیموں میں آگ لگا دی گئی۔ بیبیوں کے سروں سے چادریں چھین لی گئیں۔ شہداء کے سر تن سے جُدا کیے گئے، اور لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے۔

گیارہ محرم الحرام کو مخدراتِ عصمت و طہارت کو ناقوں کی پُشتِ برہنہ پر سوار کر کے کُوفہ پہنچا دیا گیا۔ پھر وہاں سے ایک ہفتہ بعد شام لے جایا گیا۔ کُوفہ و شام کے درباروں میں ہر ممکن توہین کی گئی اور شام کے قید خانہ میں ایک سال قید رکھنے کے بعد اُنھیں رہا کر دیا گیا۔ ۲۰ صفر سنہ ۶۲ ہجری کو یہ قافلہ کربلا واپس پہنچا۔ پھر وہاں سے ۸ ربیع الاوّل

سنہ ۶۲ ہجری کو مدینہ منورہ پہنچا دیا گیا۔ باشندگانِ مدینہ نے ان مخدرات عصمت کا استقبال آہ وزاری اور فریاد وفغاں سے کیا۔ پندرہ شبانہ روز کسی نے اپنے گھر میں چولھا نہیں جلایا۔ بالآخر سنہ ۶۴-۶۳ ہجری میں سب نے متفقہ طور پر یزید کی حکومت سے بغاوت کر دی۔ جس کے نتیجہ میں تین یوم کے لئے حرمتِ مدینہ آزاد کر دی گئی۔ اور تین شبانہ روز اصحابِ رسولؐ، حفاظِ قرآن کے قتل اور عوراتِ مدینہ کی عصمت دری کا سلسلہ جاری رہا۔ مسجدِ نبویؐ میں گھوڑے بندھوائے گئے۔ منبرِ رسولؐ کے ساتھ غلط سلوک کیا گیا۔ تاریخ یزیدؔ کے اس انسانیت سوز کردار کو "واقعہ حرہ" کے نام سے یاد کرتی ہے۔

اس کے بعد حضرت مختارؑ بن عبیدہ ثقفی نے سنہ ۶۵ ھ میں شہدائے کربلا کا بدلہ لینے کا عزم بالجزم کیا، اور قاتلین امام حسینؑ کو کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ لیکن یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ شہدائے کربلا کا خون بہا اُس وقت تک کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ جب تک سنہ ۶۱ ھ سے لے کر قیامت کی آخری شام تک ایسے پیدا ہونے والوں کے ساتھ جو یزید کے فعل پر راضی ہوں، وُہی سلوک نہ کیا جائے جو مختارِ آلِ محمدؐ نے عمر سعد وغیرہ کے ساتھ کیا ہے۔

(نوٹ) کارنامہ مختارؑ کے لئے مُلاحظہ کتاب "مختارِ آلِ محمدؐ" مؤلفہ حقیر مطبوعہ لاہور۔

(۱)

حُرؑ ابنِ یزید الریاحی

آپ کا نامِ نامی اور اسمِ گرامی حُرؑ بن یزید ابن ناجیہ ابن قعنب بن عتاب بن حرمی ابنِ ریاح بن یربوع بن خنظلہ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم الیربوعی الریاحی تھا۔

آپ اپنے ہر عہدِ حیات میں شریف قوم تھے۔ آپ کے باپ دادا کی شرافت مسلمات سے تھی۔ پیغمبرِ اسلام کے مشہور صحابی زید بن عمر بن قیس بن عتاب جو "احوص" کے نام سے مشہور تھے اور شاعری میں باکمال مانے جاتے تھے وہ آپ کے چچازاد بھائی اور آپ کے خاندان کے چشم وچراغ تھے۔

حضرتِ حُرؑ کا شمار کُوفے کے رؤسا میں تھا۔ ابنِ زیادلعہ نے جب آپ کو ایک ہزار کے لشکر سمیت امام حُسینؑ سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا تھا، اُس وقت آپ کو ایک غیبی فرشتے نے جنت کی بشارت دی تھی۔ جنابِ حُرؑ کا لشکر میدان مارتا ہوا جب مقامِ "شراف" پر پہنچا اور امام حسینؑ کے قافلہ کو دیکھ کر دوڑا تو تمازت آفتاب اور راستہ کی دوش نے پیاس سے بے حال کر دیا تھا۔ مولا کی خدمت میں پہنچ کر جنابِ حُرؑ نے پانی کا سوال کیا۔ ساقیؑ کوثر کے فرزند نے سیرابی کا حُکم دے کر آنے کی غرض پُوچھی۔ اُنھوں نے عرض کی، مولا! آپ کی پیش قدمی رد کرنے اور

آپ کا محاصرہ کرنے کے لئے ہم بھیجے گئے ہیں۔ پانی پلانے سے فراغت کے بعد امام حسینؑ نے نمازِ ظہر ادا فرمائی۔ حُرؒ نے بھی ساتھ ہی نماز پڑھی۔ پھر نمازِ عصر پڑھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے کوچ کر دیا۔ حُرؒ اپنے لشکر سمیت قافلہ حسینی سے قدم ملاتے ہوئے چل رہے تھے۔ اور کسی کسی مقام پر حضرت کی خدمت میں موت کا حوالہ دیتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ یزیدؔ کی بیعت کر کے اپنے کو ہلاکت سے بچا لیجئے۔ آپ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے تھے "حق پر جان دینا ہماری عادت ہے"۔ راستہ میں بمقام عذیب طرماحؓ ابنِ عدی اپنے چار ساتھیوں سمیت امام حسین علیہ السلام سے آملے۔ حُرؒ نے کہا یہ آپ کے ہمراہی نہیں ہیں، اس وقت کوفہ سے آرہے ہیں۔ میں انھیں آپ کے ہمرکاب نہ رہنے دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے معاہدہ سے ہٹ رہے ہو۔ سنو! اگر تم نے اپنے معاہدہ کے خلاف ابنِ زیادؔ کے حکم پہنچنے سے پہلے ہم سے کوئی مزاحمت کی، تو پھر ہم تم سے جنگ کریں گے۔ یہ سن کر حُرؒ خاموش ہو گئے اور قافلہ آگے بڑھ گیا۔ "قصر بنی مقاتل" پر مالک ابن نصر نامی ایک شخص نے حُرؒ کو ابنِ زیادؔ کا حکم نامہ دیا، جس میں مرقوم تھا کہ جس جگہ میرا یہ خط تمہیں ملے اُسی مقام پر امام حسین علیہ السلام کو ٹھہرا دینا، اور اس امر کا خاص خیال رکھنا کہ جہاں وہ ٹھہریں وہاں پانی اور سبزی کا نام ونشان تک نہ ہو۔ اس حکم کو پاتے ہی حُرؒ نے آپ کو روکنا چاہا۔ آپ طرماح بن عدی کے مشورے سے آگے بڑھے اور ۲ محرم الحرام یوم پنجشنبہ بمقام کربلا جا پہنچے۔

حُرؑ نے آپ کو بے گیاہ جنگل میں پانی سے بہت دُور ٹھہرایا اور اس امر کی کوشش کی کہ حکم ابن زیاد میں فرق نہ آنے پائے۔ [1]

دوسری محرّم تک زمینِ کربلا پر حُرؑ ریاحی ابنِ زیادؔ اور ابنِ سعدؔ کے ہر حکم کی تعمیل کرتے رہے اور حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ صبح عاشور آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جنت و دوزخ کا فیصلہ کر لینا چاہیئے۔

چنانچہ آپ انتہائی تردّد و تفکّر میں ابنِ سعد کے پاس گئے اور پُوچھا کیا واقعی امام حسینؑ سے جنگ کی جائے!؟ ابنِ سعدؔ نے جواب دیا۔ بلاشک تن پھڑکیں گے۔ سر برسیں گے اور کوئی بھی حسینؑ اور اُنکے ساتھیوں میں سے نہ بچے گا۔

یہ سُن کر حُرؑ خاموشی کے ساتھ آہستہ آہستہ امام حسینؑ کے لشکر کی طرف بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ کی خدمت میں آپہنچے۔ بنی ہاشم نے استقبال کیا۔ امام حسینؑ نے سینہ سے لگایا۔ حُرؑ نے عرض کی مولا! خطا معاف۔ میرے پدر نامدار نے آج شب کو خواب میں مجھے ہدایت کی ہے کہ مَیں شرفِ قدم بوسی حاصل کر کے درجۂ شہادت پر فائز ہو جاؤں۔ مولا! مَیں نے ہی سب سے پہلے حضور کو روکا تھا۔ اب سب سے پہلے حضور

---

[1] مؤرخین کا کہنا ہے کہ ابنِ زیادؔ اور عمر سعدؔ کو حُرؑ پر بڑا اعتماد تھا۔ اسی لئے سب سے پہلے اُنھیں کو روانہ کیا تھا اور پھر یوم عاشور لشکر کی تقسیم کے موقعہ پر بھی انھیں لشکر کے چوتھائی حصّہ پر جو قبیلہ تمیم و ہمدان پر مشتمل تھا سردار قرار دیا تھا۔

پر قرُبان ہونا چاہتا ہوں ۔ اِذنِ جہاد دیجئے تاکہ گردن کٹا کر بارگاہِ رسالت
میں سُرخرو ہوسکوُں ۔
امام حسُین علیہ السّلام نے اجازت دی ۔ جنابِ حُرؑ میدان میں تشریف
لائے اور دُشمنوں کو مخاطب کرکے کہا :-

اے دُشمنانِ اسلام شرم کرو ۔ ارے تم نے نواسۂ رسُولؐ
کو خط لکھ کر بُلایا، اُن کی نصرت وحمایت کا وعدہ کیا، اور خطوط
میں ایسی باتیں تحریر کیں کہ حضورؑ کو شرعاً تعمیل کرنا پڑی اور
جب وہ تمہارے دعوت ناموں پر بھروسہ کرکے آ گئے ہیں
تو تم ان پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہے ہو ۔ انھیں چاروں طرف
سے گھیرا ہوا ہے اور ان کے لئے پانی کی بندش کردی ہے ۔

اے ظالمو! سوچو، یہوُد ونصارٰیٰ پانی پی رہے ہیں اور
ہر قسم کے جانور پانی میں لوٹ رہے ہیں ۔ لیکن آلِ محمدؐ ایک
ایک قطرۂ آب کے لئے ترس رہے ہیں ۔ ارے تم نے محمدؐ
کی آل کے ساتھ کتنا بُرا سلوک روا رکھا ہے ۔

جنابِ حُرؑ کی بات ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ تیروں کی بارش شروع ہوگئی
آپ زخمی ہوکر امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض
کی مولا، اب آپؑ مجھ سے خوش ہوگئے ۔ امام حسین علیہ السّلام نے دُعا دی
اور فرمایا "اے حُرؑ! فردا از آتشِ دوزخ آزاد خواہی بُود ۔ تو فردائے
قیامت میں آتشِ جہنّم سے آزاد ہوگا ۔

اس کے بعد جناب حُرؑ پھر میدان میں تشریف لائے اور نہایت بے جگری سے نبرد آزما ہوئے، اور آپ نے پچاس دشمنوں کو تہ تیغ کر دیا۔ دورانِ جنگ میں ایوب ابن مشرح نے ایک ایسا تیر مارا جو جناب حُرؑ کے گھوڑے کے پیٹ میں لگا اور آپ کا گھوڑا بے قابو ہو گیا۔ آپ پیادہ ہو کر لڑنے لگے۔ ناگاہ آپ کا نیزہ ٹوٹ گیا اور آپ نے تلوار سنبھال لی۔ علمدار لشکر کو آپ قتل ہی کیا چاہتے تھے کہ دشمنوں نے چاروں طرف سے شدید حملہ کر دیا۔ بالآخر قسورؑ ابن کنانہ نے سینۂ حُرؑ پر ایک زبردست تیر مارا، جس کے صدمہ سے آپ زمین پر گر پڑے اور امام حسین علیہ السّلام کو آواز دی۔ مولا خبر لیجئے! امام حسینؑ جناب حُرؑ کی آواز پر میدانِ جنگ میں پہنچے اور دیکھا کہ جاں نثار ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ آپؑ اس کے قریب گئے اور آپ نے اُن کے سر کو اپنی آغوش میں اٹھا لیا۔ جنابِ حُرؑ نے آنکھیں کھول کر چہرۂ امامت پر نگاہ کی اور امام حسین علیہ السّلام کو بے بسی کے عالم میں چھوڑ کر جنت کا راستہ لیا۔

ریاض الشہادت میں ہے کہ آپ کو سب شہداء کی تدفین کے موقع پر بنی اسد نے امام حسین علیہ السّلام سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر غربی جانب دفن کیا تھا اور وہیں پر آپ کا روضہ بنا ہوا ہے۔

آپ کی اولاد :

حضرت حُرؑ کے کئی اولاد تھیں۔ علی بن حُر نے کربلا میں شہادت پائی۔ بجر بنؑ حُر کو امام حسینؑ پر پانی بند کرنے کے لئے چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا

گیا تھا۔ لیکن جب ابنِ زیاد کو معلوم ہوا کہ حُر امام حسینؑ کی طرف جھک رہا ہے تو فوراً شبث لعؑ بن ربعی کو ایک لشکرِ گراں کے ہمراہ کربلا میں بندشِ آب کے لئے بھیجا اور ابنِ حُر پر بھی اُسے نگراں قرار دیا۔

مائتیں ص ۳۵۱ میں ہے کہ حضرتِ حُرؑ کے لشکرِ عمر سعدؑ سے نکل آنے کے بعد حجر بن حُر بھی نکل آئے اور انھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اجازت حاصل کر کے لشکر عمر سعدؑ پر حملہ کیا اور گھمسان کی جنگ میں ۱۲ دشمنوں کو قتل کر کے شہید ہوئے۔ اُن کی شہادت کے بعد امام حسینؑ نے چاہا کہ اُنکی نعش اُٹھائیں، مگر دشمنوں نے مزاحمت کی۔ بالآخر امام حسینؑ نے جنگ آزمائی شروع کی اور آٹھ سو دشمنوں کو قتل کر کے لاشۂ حجر بن حُر کو خیمہ تک پہنچایا۔

عبیداللہ ابن حُر، قمقام میں ہے کہ اس کا شمار شجاعانِ عرب میں تھا۔ اُس نے جنگِ صفین میں بہمراہیٔ معاویہؑ حضرت علیؑ کے لشکر سے جنگ کی تھی اور آپ کی شہادت کے بعد کوفہ میں سکونت گیر ہو گیا تھا۔ واقعۂ کربلا کے موقعہ پر یہ بالقصد کہیں چلا گیا تھا اور اُس نے کسی کا ساتھ نہیں دیا۔ ایک دن یہ ابنِ زیاد سے ملنے گیا۔ ابنِ زیاد نے پوچھا کہ تو کہاں تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں علیل تھا۔ پھر ابنِ زیاد نے دریافت کیا کہ تو ہمارے دشمنوں کے ساتھ کربلا میں تھا۔ اُس نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو اُس کے کچھ اثرات ہوتے۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ابنِ زیادؑ کسی اور طرف متوجہ ہو گیا۔ عبیداللہ ابنِ حُرؑ گھوڑے پر سوار ہو کر کسی طرف چل دیا

جب ابنِ زیاد نے اُسے نہ پایا، تو اُسے تلاش کرایا۔ عبد اللہ ابنِ حرؑ کو لوگوں نے پا لیا اور اس سے کہا کہ چلو ابنِ زیاد نے بلایا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ مَیں اپنے اختیار سے تو کسی طرح اس کے پاس نہ جاؤں گا۔ پھر اُس کے بعد وہ وہاں سے اپنے لشکر یعنی ہمراہیوں سمیت کربلا کو چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے بے پناہ گریہ کیا اور سات شعروں پر مشتمل ایک مرثیہ کہہ کر اُسے کربلا میں پڑھا اور مدائن کو چلا گیا۔ اس کے مرثیہ کا ایک شعر یہ ہے۔

ولوانی اواسیہ بنفسی لنلت کرامۃ یوم التلاق

اِس میں کوئی شک نہیں کہ اگر مَیں امام حسینؑ کی آواز پر لبیک کہہ کر اُن کی مدد کیے ہوئے ہوتا تو ضرور قیامت کے دن بڑی کرامت کا مالک ہوتا۔ لیکن افسوس! میں اِس شرفِ خدمت سے محروم رہا۔

حضرت حُرؑ کی حیاتِ ابدی:

جس طرح تمام شہداء زندہ ہیں، اُسی طرح حضرتِ حُرؑ کی زندگی بھی مُسلّم ہے۔ مرزا محمد حیدر شکوہ ابن مرزا محمد کام بخش ابنِ مرزا محمد سلیمان شکوہ ابنِ شاہ عالم بادشاہ دہلی نے اپنے رسالہ "علم حیدری" میں لکھا ہے کہ مَیں نے ۱۲۰۸ھ میں یہ معلوم کر کے کہ حضرتِ حُرؑ کے سر مبارک پر ایک ایسا رومال بندھا ہوا ہے جو حضرت فاطمہ زہراؑ کا کاتا اور بنا ہوا ہے۔ میں نے چاہا کہ قبر کھُدوا کر اُسے نکال لوں۔ لیکن علماء نے نبش قبر کی اجازت نہ دی۔ میں سخت رنجیدہ تھا کہ سید مکی (ملا حسین) نے مجھ

سے کہا کہ مدینہ میں ایک زید ہاشمی ہیں۔ ان کے پاس حضرت سیّدہؑ کی بُنی ہوئی ایک چادر ہے۔ جس پر بہت سے نقوش اور حروف اُبھرے ہوئے ہیں۔ میں نے کوشش کر کے اُسے حاصل کر لیا اور اُسے سر پر باندھ کر نجاتِ اُخروی کا ذریعہ قرار دیا۔ حبیب السیر میں ہے کہ ۹۱۴ھ میں شاہ اسماعیل صفوی نے حضرت امام حسین علیہ السّلام، حضرتِ عباسؑ اور جنابِ حُرؑ کے روضوں کی تجدید و ترنیع کی۔ علّامہ نعمت اللہ جزائری تحریر فرماتے ہیں۔ "اسی ۹۱۴ھ میں شاہِ عباس نے حضرتِ حُرؑ کی قبر کھُدوا کر اُن کی لاشِ مطہر سے وہ رومال کھولا جو امام حسینؑ نے بوقت شہادت اُن کے سر پر باندھ دیا تھا۔ رومال کا کھولا جانا تھا کہ سرِ حُرؑ سے خون تازہ جاری ہو گیا۔ یہ دیکھ کر رومال فوراً بندھوا دیا گیا۔

خون تازہ کا جاری ہونا شہادت دیتا ہے کہ حضرتِ حُرؑ بھی حیاتِ ابدی کے مالک ہیں اور جس طرح تمام شہداء زندہ ہیں۔ اسی طرح یہ بھی واقعی زندگی سے بہرہ ور ہیں۔

۲

علیؑ بن الحُر الرّیاحی

آپ حضرت حُرؑ بن یزید الرّیاحی کے بیٹے تھے۔ آپ کا نام علی تھا حضرت کی شہادت کے بعد آپ کے دل میں محبت پدری نے جوش مارا آپ کی عقل نے جذبۂ شہادت کو اُبھارا۔ امام حسینؑ کی بے لبسی اور بے کسی

نے دل و دماغ میں اضطراب پیدا کر دیا، بالآخر گھوڑے کو پانی پلانے کے بہانے سے لشکر ابن سعد کو چھوڑ نکلے۔ (کاشفی)

آپ نے حضرت حُرؑ شہید کے قدموں سے اپنی آنکھوں کو ملا۔ پھر آگے بڑھے۔ اور امام علیہ السّلام کے قدم بوس ہوئے۔ امام مظلوم نے اجازت دی اور آپ میدان میں نبرد آزما ہوئے۔ آپ نے ایسی جنگ کی کہ دُشمن حیران رہ گئے۔ بالآخر آپ دُشمنوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔

(۳)

نعیمؑ بن العجلان الانصاری

آپ قبیلہ خزرج کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے دو بھائی اور تھے۔ ایک کا نام نضر اور دُوسرے کا نعمان تھا۔ یہ تینوں بھائی حضرت امیر المومنین علی علیہ السّلام کے اصحاب میں تھے۔ ان لوگوں نے جنگ صفین میں بڑی جوانمردی کا ثبوت دیا تھا۔ شجاعت ان کے گھر کی لونڈی تھی۔ یہ شاعر بھی تھے۔ نضر اور نعمان واقعۂ کربلا سے پہلے وفات پا چکے تھے اور نعیم جنگِ کربلا میں شریک ہوئے۔

نعیم کا شمار حسینی وفاداروں میں تھا۔ آپ کو جب پتہ چلا کہ فرزندِ رسُولؐ امام حسین علیہ السّلام عازمِ عراق ہیں تو آپ کُوفہ سے نکل کر حضرت کی خدمت میں آ حاضر ہوئے اور عاشور کے دن پہلے حملہ میں شہید ہو گئے۔

(۴)

عمران بن کعبؓ الاشجعی

آپ کا پُورا نام عمران بن کعب ابن حارث اشجعی تھا۔ آپ نہایت شجاع اور بے اِنتہا دین دار تھے۔ آپ نے امام حسینؑ کا جس وقت سے ساتھ اختیار کیا ہے آخر دم تک اُسی پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے صبح عاشور جنگِ مغلوبہ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(۵)

حنظلہؓ ابن عمر الشیبانی

آپ امام حسین علیہ السلام کے وفاداروں میں تھے۔ امام حسین پر قُربان ہونے کو تیار رہتے تھے۔ آلِ محمدؐ کی خدمت میں جان قُربان کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ صبح عاشورہ جو دُشمن کی طرف سے قیامت خیز حملہ ہُوا تھا۔ جنابِ حنظلہؓ اسی میں شہید ہو گئے تھے۔

(۶)

قاسطِ بن زُہیر التغلبی

آپ کا پُورا نام قاسط بن زُہیر بن حرث تغلبی ہے۔ آپ حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ ان کی بہادری کے کارنامے مشہور ہیں

جنگِ جمل وصفین اور نہروان میں آپ نے پوری جانبازی کی ہے اور بڑی بے جگری سے لڑے ہیں۔ آپ کو جب یہ معلوم ہوا کہ فرزندِ رسُول امام حسین علیہ السّلام کربلا میں پہنچ گئے ہیں تو آپ رات کے وقت کوفہ سے روانہ ہو کر واردِ کربلا ہوئے اور آپ نے صبح عاشور امام حسین علیہ السّلام پر جان دے دی۔

(۷)

کردوسؓ بن زُہیر التغلبی

آپ کا نام کردوسؓ بن زُہیر حرث تغلبی تھا۔ آپ کو کرش بھی کہتے تھے۔ آپ قاسط بن زُہیر کے حقیقی بھائی تھے اور اصحاب امیر المومنینؑ میں آپ کا شمار تھا۔ آپ کے ایک بھائی اور تھے جن کا نام مسقط بن زُہیر تھا۔ یہ بھی صحابی امیر المومنینؑ تھے۔ ایک روایت کی بناء پر یہ تینوں بھائی ایک ساتھ بوقتِ شب کربلا پہنچے تھے اور یومِ عاشور ایک ہی ساتھ شہید ہوئے۔

(۸)

کنانہؓ بن عتیق التغلبی

آپ کوفہ کے مشہور پہلوانوں میں تھے۔ نبرد آزمائی آپ کا وطیرہ تھا۔ بڑی بے جگری سے لڑتے تھے۔ آپ عبادت گزاری میں بھی بے نظیر تھے۔ قرأت

قرآن میں بھی خاص شہرت کے مالک تھے۔ کربلا میں امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر یوم عاشورا شہید ہوئے۔

۹

عمر بن ضبیعۃ الضبعی

آپ کا پورا نام عمر بن ضبیعہ ابن قیس بن ثعلبتہ الضبعی تھا۔ آپ نہایت شجاع اور عظیم شہسوار تھے۔ ابنِ سعدؑ کی کوششوں سے امام حسینؑ کے مقابلہ کے لئے کوفہ سے کربلا آئے تھے۔ لیکن صحیح حالات سے باخبر ہونے کے بعد آپ نے مقصد ابنِ سعدؑ و ابنِ زیادؑ پر لعنت کردی اور لشکر کو خیرباد کہہ کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور صبحِ عاشور شہید ہو کر راہیٔ جنت ہوئے۔

۱۰

ضرغامہ ابنِ مالک التغلبی

آپ کا نام اسحاق اور لقب ضرغامہ تھا۔ آپ امیرالمومنینؑ کے مشہور جانباز صحابی حضرت مالکؓ اشتر کے بیٹے اور ابراہیمؓ بن مالک کے بھائی تھے۔ آپ نہایت شجاع اور بہادر تھے اور جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ شیرِ نر کی طرح دلیر تھے۔ آپ مذہباً و عقیدتاً شیعہ تھے۔ آپ نے کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیلؑ کے ہاتھوں پر امام حسینؑ کی بیعت کی تھی۔ شہادت

مسلم کے بعد لشکر ابنِ زیادؑ کے ساتھ کربلا میں پہنچ کر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یومِ عاشورہ جامِ شہادت نوش فرما کر راہیٔ جنّت ہوئے ۔ فاضل دربندی کا کہنا ہے کہ آپ پانچ سَو شواروں کو قتل کر کے شہید ہوئے ہیں۔

۱۱

عامرؑ بن مُسلم العبدی

آپ حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کے شیعہ اور بصرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا پُورا نام عامر بن مُسلم عبدی المطری تھا۔ آپ مکّہ معظّمہ میں امام حسینؑ کے ساتھ ہو گئے تھے اور تا دمِ آخر ساتھ ہی رہے۔ آپ کے ہمراہ آپ کا غلام سالم بھی تھا۔ زیارت ناحیہ کی بناء پر سالم بھی آپ ہی کے ہمراہ عاشور کے دِن شہید ہُوا۔

۱۲

سیفؑ ابنِ مالک العبدی

آپ کا پُورا نام سیف ابنِ مالک العبدی النمیری البصری تھا۔ آپ حضرت علی علیہ السّلام کے خاص شیعوں میں سے تھے۔ امام حسینؑ کی نصُرت کے لئے ماریہ کے مکان میں جو خُفیہ اجتماع ہوا کرتا تھا، اُس میں آپ بھی شامل ہوا کرتے تھے۔ آپ نے مکّہ معظّمہ میں امام حسُینؑ کی معیّت اختیار کی تھی۔

اور آپ تادمِ آخر ساتھ رہے، تا اینکہ یوم عاشورا شہید ہو گئے۔

(۱۳)

عبدؒ الرحمٰن الارجبی

آپ مشہور تابعی اور بڑے شجاع و بہادر تھے۔ آپ قبیلہ بنو ہمدان کی شاخ بنوارجب کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا پُورا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ الکذن بن ارجب بن دعام بن مالک بن معاویہ بن صعب بن رومان ابنِ بکیر الھمدانی الارجبی تھا۔ آپ اُن وفود کے ایک ممبر تھے۔ جو امام حسینؑ علیہ السّلام کی خدمت میں عرضیاں لے کر کوفہ سے مکّہ معظمہ گئے تھے۔ پہلے وفد میں عبداللہ ابنِ سبع اور عبداللہ وال تھے، اور دُوسرے میں قیس اور یہی عبدالرحمٰن گئے تھے۔ ان کے ہمراہ پچاس عرضیاں تھیں۔ یہ وفد ۱۲ ماہِ صیام کو مکّہ معظمہ پہنچا تھا۔

مؤرخین کا کہنا ہے کہ جب امام حسین علیہ السّلام نے مُسلمؑ بن عقیلؑ کو بقصد کُوفہ روانہ کیا تھا تو اُن کے ہمراہ اُنھیں عبدالرحمٰن کو بھی قیس اور عمّارہ کے ساتھ کر دیا تھا۔

عبدالرحمٰن حضرت مُسلم کو کُوفہ پہنچا کر پھر واپس مکّہ معظمہ پہنچے اور امامِ حُسینؑ کی مستقل معیت اختیار کر لی، اور حضرت کے ساتھ ساتھ کربلا آئے، اور یومِ عاشورا شہید ہوئے۔

۱۴

مجمعؓ بن عبداللہ العائذی

آپ کا پورا نام مجمع ابنِ عبداللہ بن مجمع بن مالک ابن ایاس ابنِ عبدمناۃ بن عبیداللہ ابن سعد العشیرہ المذحجی العائذی تھا۔ آپ قبیلہ مذحج کے ایک نمایاں فرد تھے۔ آپ کے والد عبداللہ ابن مجمع صحابی رسولؐ تھے اور عہدِ رسالت میں اچھی حیثیت کے مالک تھے۔ لوگوں کی نگاہ میں آپ کی بڑی عزت تھی۔

خود مجمع کا شمار تابعین میں تھا اور آپ کو امیرالمومنینؑ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ مقامِ عذیب ہجانات میں جن لوگوں کو حُرؒ نے امام حسینؑ کے ساتھ ہونے سے روکا تھا۔ اُن میں آپ بھی تھے۔ آپ ہی سے امام حسینؑ علیہ السلام نے اہلِ کوفہ کے حالات عذیب میں دریافت فرمائے تھے اور ان ہی عبداللہ نے عرض کی تھی کہ مولا! کوفہ کے جتنے رئیس و سردار ہیں سب کو ابنِ زیاد نے ڈرا دھمکا کر اور روپیہ دے کر آپ کے خلاف کر دیا ہے۔ سب آپ سے لڑنے کو تیار ہیں۔ اور اے مولاؑ! یہی حال غرُبا کا بھی ہے۔ اُن کے دل اگرچہ آپ کے ساتھ ہیں۔ لیکن ان کی تلواریں آپ کی حمایت میں نہیں ہیں۔ پھر آپ نے اپنے قاصد قیس ابن مسہر کے متعلق فرمایا کہ میں نے اہلِ کوفہ کے نام اُن کے ذریعہ سے آخری خط ارسال کیا ہے۔ مجمع نے آبدیدہ ہو کر جواب دیا۔ مولا! انھیں حصین بن نمیر نے گرفتار کر کے

ابنِ زیاد کے سامنے پیش کر دیا تھا اور وُہ حکم ابن زیاد سے شہید کر دیئے گئے تھے۔

العرض جناب مجمع بن عبداللہ امام حسینؑ کے ساتھ رہے اور یوم عاشورا جنگ مغلوبہ میں شہید ہو گئے۔ بعض روایات کی بناء پر آپ کے بیٹے عائذ بن مجمع بھی آپ کے ہمراہ آئے تھے اور آپ ہی کے ساتھ شہید ہوئے۔

میری تحقیق کے مُطابق مجمع اور اُن کے چند ساتھی مثلاً عمرؓ بن خالدؓ جنادؓ وغیرہ اُس وقت کوفہ سے نکل کر کربلا پہنچے تھے۔ جب جنابِ مُسلمؑ کو شہید کر دیا گیا تھا۔

(۱۵)

حیان بن حارث السلمانی

آپ قبیلہ ازد کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے دل میں آلِ محمدؐ کی محبت کا عظیم الشان سمندر موجزن تھا۔ امام حسین علیہ السلام کی خدمت کو اپنا فریضہ جانتے تھے۔ جس وقت سے آپ امام حسین کی خدمت میں پہنچے ہیں خادموں کی طرح خدمت گذاری کرتے رہے اور تقریباً ہر موقع پر اپنا فریضہ خدمت ادا کیا۔ صبح عاشور جنگ مغلوبہ میں شہید ہوئے۔

(۱۶)

عمروؓ بن عبداللہ الجندعی

آپ کا پُورا نام عمرو بن عبداللہ الہمدانی الجندعی تھا۔ جندع، قبائل ہمدان

میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ آپ امام حسین علیہ السلام سے کربلا میں ملے تھے۔ اور جب سے حاضرِ خدمت ہوئے تھے، ہر قسم کی خدمت کرتے رہے۔ اور یومِ عاشورا جنگِ مغلوبہ میں شہید ہوئے۔ سپہر کاشانی، علامہ مجلسیؒ اور فاضل اربلیؒ نے لکھا ہے کہ آپ جنگِ مغلوبہ میں شہید ہوئے ہیں۔ لیکن علامہ سماوی کا بیان ہے کہ آپ جنگ کرتے کرتے شہید ہوئے ہیں اور آپ پر زیارتِ ناحیہ میں ورد آگین الفاظ کے ساتھ سلام کیا گیا ہے۔

(۱۷)

حلاسؒ بن عمر الراسبی

آپ کوفہ کے رہنے والے اور قبیلہ ازد کی راسب شاخ کی یادگار تھے۔ امیر المومنینؑ کے اصحاب میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ کوفہ سے عمر سعد کے لشکری ہو کر کربلا پہنچے تھے۔ اور ابنِ سعدؔ کے لشکر والوں کے ساتھ ہی تھے۔ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ امام حسینؑ سے صلح نہ ہو سکے گی تو آپ رات کے وقت پوشیدگی کے ساتھ امام حسین سے آملے اور یومِ عاشورا امامِ حسینؑ پر قربان ہو گئے۔

(۱۸)

نعمانؒ بن عمر الراسبی

آپ بھی قبیلہ ازد کے چشم و چراغ تھے۔ آپ حلاسؒ ازدی کے حقیقی

بھائی اور امام حسین علیہ السّلام کے جاں نثار تھے۔ آپ کو بھی امیر المومنینؑ کے اصحاب میں ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ابنِ سعدؒ کے لشکر کے ساتھ کربلا میں آکر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صبح عاشور شہید ہوکر سعادتِ ابدی کے مالک بن گئے۔

۱۹

سوار ابن ابی عمیر الہمدانی

آپ کا پُورا نام سوار بن منعم جالبس بن ابی عمیر بن نہم الہمدانی النہمی ہے۔ آپ ہمدان کے رہنے والے تھے۔ عاشور کے پہلے دوسری اور دسویں کے اندر کسی تاریخ کو کربلا پہنچے تھے۔ آپ کے نام کے ساتھ لفظ "نہمی" اپنے دادا کی طرف انتساب کی وجہ سے لگا ہوا ہے۔ بعض علماء نے نہمی کو فہمی تحریر فرمایا ہے لیکن میرے نزدیک یہ غلط ہے۔ آپ نے یومِ عاشورا پہلے حملہ میں جام شہادت نوش فرمایا ہے۔

آپ کے متعلق بعض کُتب میں ہے کہ آپ جب حملہ اولیٰ میں زخمی ہوکر گرے تو سوار کی قوم کے لوگوں نے انھیں اُٹھالیا اور ابنِ سعدؒ سے اجازت کے بعد چھ ماہ اپنے پاس رکھا۔ بالآخر آپ نے شہادت پائی۔

۲۰

عمار ابن سلامۃ الدالانی

آپ قبائل ہمدان سے قبیلہ بنی دالان کے ایک معزز فرد ہیں۔ آپ

کا پُورا نام عمار بن سلامہ بن عبداللہ بن عمران ابنِ راس ابنِ دالان ابوسلامہؓ ہمدانی تھا۔ آپ کو حضور رسُول کریم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ علامہ سماوی کا بیان ہے کہ آپ امیرالمومنینؑ کے اصحاب میں تھے۔ جنگ جمل و صفین اور نہروان میں حضرت کے ساتھ رہے۔ بصرہ کی طرف جنگ کے ارادہ سے روانہ ہوتے وقت منزل ذی وقار پر انھیں ابوسلامہ دالانی نے حضرت علیؑ سے پوچھا تھا کہ بصرہ پہنچ کر آپ کا کیا طرزِ عمل ہوگا۔ آپ نے فرمایا تھا، میں تبلیغ کروں گا۔ اور لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دوں گا۔ اگر نہ مانے تو پھر لڑوں گا۔ اس کے جواب میں دالانی نے کہا تھا کہ حضور ضرور غالب آئیں گے، کیونکہ خدا کی طرف بُلانے والا کبھی مغلوُب نہیں ہوتا۔

الغرض یہ ابوسلامہ عمار دالانی بڑی خوُبیوں کے مالک تھے۔ آلِ محمدؐ کا ساتھ دینا اپنا فریضہ جانتے تھے۔ آپ امام حُسینؑ کی خدمت میں بمقام کربلا حاضر ہوُئے اور صبح عاشور شہید ہوگئے۔

۲۱

زاہر بن عمر الکندی

آپ جنابِ عمروؓ بن الحمق امیرالمومنینؑ کے مشہور صحابی کے ہر وقت ساتھ رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ زیاد ابنِ ابیہ اور عمرو بن الحمق میں حضرت علی کے بارے میں سخت اختلاف ہوگیا۔ جس کے نتیجہ میں اُس نے آپ کو

معاویہ کے حوالہ کر دیا۔ اور اُس نے انھیں قتل کرا دیا۔ جب آپ معاویہ کے پاس پہنچے تھے، آپ کے ہمراہ یہ زاہر کندی بھی تھے۔ معاویہ نے انھیں قتل نہیں کیا۔

آپ آلِ محمدؐ کی محبت میں نہایت شہرت رکھتے تھے۔ ایک زبردست پہلوان اور پختہ کار بہادر کی حیثیت سے مشہور تھے۔ سنہ ۶۰ ہجری میں آپ حج کے لئے مکہ معظمہ پہنچے، اور امام حسینؑ کے ہمراہ کربلا آئے۔ آپ کے پوتوں میں محمد بن سنان، امام رضا، اور امام محمد تقی علیہم السلام سے احادیث کے راوی گزرے ہیں۔ محمد ابن سنان کی وفات سنہ ۲۲۰ ہجری میں ہوئی ہے۔

زاہر کندی مکہ سے کربلا تک امام حسینؑ کی خدمت کرتے رہے، اور صبح عاشور حملہ اولیٰ میں شہید ہو گئے۔

۲۲

جبلہؓ ابن علی الشیبانی

آپ کوفہ کے مشہور بہادروں میں سے تھے۔ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے کوفہ پہنچنے کے بعد اُن کے ساتھ ہو گئے، اور نہایت دلیری سے آپ کا ساتھ دیتے رہے۔ حضرت مسلمؑ کی شہادت کے بعد آپ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یوم عاشورا حملہ اولیٰ میں شرفِ شہادت سے مشرف ہو گئے۔

(۲۳)

مسعودؓ بن حجاج التیمی

آپ امیر المومنینؑ کے خاص شیعوں میں تھے اور نہایت ہی شجاع وبہادر تھے۔ عمر ابن سعد کے ہمراہ کوفہ سے کربلا پہنچے۔ اور یوم عاشورا سے پہلے ابنِ سعد کی طرف سے نکل کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، اور یوم عاشورا حملہ اولیٰ میں شہید ہو کر سعادتِ ابدی کے مالک بن گئے۔ علماء نے لکھا ہے کہ آپ کے ہمراہ آپ کے فرزند عبدالرحمٰن ابن مسعود بھی تھے جو ساتھ ہی شہید ہوئے۔

(۲۴)

حجاجؓ ابنِ بدر التمیمی السعدی

جناب حجاج بصرہ کے رہنے والے قبیلہ بنی سعد سے تھے۔ آپ رئیسِ بصرہ مسعود بن عمر کا خط لے کر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اور پھر واپس نہیں گئے۔

مورخین کا بیان ہے کہ امام حسین علیہ السّلام نے مسعود بن عمر کو ایک خط ارسال کیا تھا۔ جس میں دعوتِ نصرت دی تھی۔ مسعود نے خط پاتے ہی بنی تمیم۔ بنی حنظلہ۔ بنی سعد۔ بنی عامر کو جمع کر کے ایک خطبہ کے ذریعہ سے کہا کہ معاویہ کے مرنے کے بعد سے ظلم وجور کے قلعہ کی دیواریں ہل گئی ہیں

اب ضرورت ہے کہ انصاف اور ایمان کی بُنیادیں استوار ہوں۔ میرے عزیزو!
اگر امیر معاویہؒ کا جادو چل گیا اور یزیدؒ کی حکومت مستقر ہو گئی تو اسلام
بالکل ختم ہو جائے گا۔ سُنو! امام حسینؑ فرزندِ رسولؐ ہمیں بُلا رہے ہیں
اور اُن کی امداد ہمارا فریضہ ہے۔

آپ کی طویل تقریر کے جواب میں سب نے حمایت کا دعوےٰ کیا اس
کے بعد آپ نے حجاج سعدی کے ذریعہ سے امام حسینؑ کی خدمت میں وعدہ
کا خط بھیجا۔ حجاج جو پہلے ہی سے حاضرِ خدمت ہونے کو تیار تھے، امام حسینؑ
کے پاس پہنچ کر واپس نہ گئے، اور یومِ عاشورا حملہ اولیٰ میں اپنے کو فرزندِ رسولؐ
پر قربان کر دیا۔

۲۵

عبداللہؑ ابن بشر الخثعمی

آپ کا پورا نام عبداللہ بن بشر بن ربیعہ ابنِ عمر ابنِ معارہ ابنِ قمر ابنِ
عامر بن رائسہ بن مالک بن واہب بن جلیحہ بن کلب بن ربیعہ بن عقرس
بن خلف بن عقیل ابن اثمار الانماری الخثعمی تھا۔

آپ نہایت مشہور بہادر تھے اور عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ آپ
کے اور آپ کے والد کے تذکرے اکثر تاریخی جنگوں میں ملتے ہیں۔

آپ پہلے ابنِ سعد کے لشکر میں تھے اور اُسی کے ساتھ کُوفہ سے کربلا آئے
تھے۔ نویں محرم سے پہلے آپ امام حسینؑ کی خدمت میں آکر دسویں محرم کی صبح

کو جنگِ مغلوبہ میں شہید ہو گئے۔

بعض کتابوں میں آپ کا نام زُہیر ابن بُشر ملتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ عبداللہ اور زہیر دونوں علیحدہ شخصیتیں رہی ہوں۔

(۲۶)

عمّارؑ ابنِ حسان الطائیؒ

آپ کا پُورا نام ونسب یہ ہے۔ عمّار ابن حسان بن شریح بن سعد بن حارثہ بن لام بن عمرو بن ثمامہ ابن ذہل ابن جذعان ابن سعد بن طی الطائی۔

آپ عرب کے شجاعوں میں بڑے نامی گرامی مشہور تھے، اور آلِ محمدؐ کے خاص مطیع ومنقاد نیز جاں نثار تھے۔ آپ کے پدر بزرگوار حسان امیرالمومنین کے خاص صحابی تھے۔ یہ جنگِ جمل میں لڑے اور جنگِ صفین میں لڑکر شہید ہوئے۔ عمار بن حسان مکّہ معظّمہ میں امام حسین کے ہمراہ ہوکر کربلا آئے اور صبحِ عاشورا جنگِ مغلوبہ میں شہید ہوئے۔

آپ کی ساتویں پُشت میں عبداللہ ابن احمد نہایت زبردست عالمِ دین اور راوئ حدیث گزرے ہیں۔ یہ اپنے والد کے ذریعہ سے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے تھے۔ موصُوف کی کئی تصانیف ہیں۔ جن میں "قضایائے امیرالمومنینؑ" زیادہ مشہور ہے۔

---

(۲۷)

عبداللہؑ ابنِ عمیر الکلبی

آپ کا نام عبداللہؑ ابن عمیر ابنِ عبد قیس بن علیم ابن جناب الکلبی العلیمی تھا۔ آپ قبیلۂ علیم کے چشم و چراغ تھے۔ آپ پہلوان اور نہایت بہادر تھے۔ کُوفہ کے محلّہ ہمدان میں قریب چاہ جعد مکان بنایا تھا اور اُسی میں رہتے تھے۔ مقامِ نخیلہ میں لشکر کو جمع ہوتے دیکھ کر لوگوں سے پُوچھا۔ لشکر کیوں جمع ہو رہا ہے۔ کہا گیا کہ حُسینؑ بن علیؑ سے لڑنے کے لئے۔ یہ سُن کر آپ گھبرائے اور بیوی سے کہنے لگے کہ عرصہ دراز سے مجھے تمنا تھی کہ کفار سے لڑ کر جنّت حاصل کروں، لو آج موقعہ مِل گیا ہے۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ یہاں سے نکل چلیں اور امام حسینؑ کی معیّت میں لڑ کر شرف شہادت سے مشرّف ہوں اور بے حساب جنّت میں چلے جائیں۔ بیوی نے تائید کی اور ساتھ ہی ساتھ ہمراہ جانے کی درخواست بھی پیش کر دی۔ عبداللہ نے منظور کیا، اور دونوں رات کو چُھپ کر امام حُسینؑ کی خدمت میں جا پہنچے اور صبح عاشور جنگِ مغلوبہ میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔

علّامہ سماوی لکھتے ہیں کہ اس عظیم جنگ میں (جب ام وہب) یعنی جناب عبداللہؑ کی بیوی نے اپنے خاوند کو خوُن میں لتھڑا ہوا دیکھا تو دوڑ کر میدان میں جا پہنچیں، اور اُن کے چہرے سے خاک و خوُن صاف کرنے لگیں۔ اِسی دوران میں شمر ملعون کے غلام رُستم لعین نے اُس مومنہ کے سر پر گرز مار کر

اُسے بھی شہید کر دیا۔

(۲۸)

مُسلمؑ ابنِ کثیر الازدی

آپ کُوفہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شمار تابعین میں تھا۔ آپ اصحاب امیر المومنین میں بھی ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ آپ کا پورا نام مسلم ابنِ کثیر الاعرج الازدی الکُوفی تھا۔ آپ امیر المومنینؑ کے ہمراہ کسی جنگ میں زخمی ہو کر لنگ کرنے لگے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کو "اعرج" کہا جاتا ہے۔

آپ امام حسینؑ کے کربلا پہنچنے سے قبل اِن کے ہمراہ کسی مقام پر ہو گئے تھے۔ پھر ساتھ ہی رہے تا اینکہ صبح عاشورہ شہید ہو گئے۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ نمازِ ظہر کے بعد آپ کے غلام "رافع ابن عبداللہؒ" بھی شہید ہوئے۔

(۲۹)

زہیرؑ ابنِ سلیم الازدی

آپ قبیلہ ازد کے ایک نمایاں شخص تھے۔ عمر ابن سعد کے ساتھ کربلا پہنچے۔ صبح نہم کو جب آپ نے یقین کر لیا کہ صلح نہیں ہو گی تو شبِ عاشورا امام حسینؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر صبح عاشور جنگِ مغلوبہ میں شہید ہو گئے۔

(۳۰)

عبداللہؑ بن یزید العبدی

آپ اپنی قوم کے سردار اور دوستدار آلِ محمدؐ تھے۔ منقذ عبدی کی بیٹی ماریہ کے گھر جو امام حسینؑ کی حمایت میں صلاح و مشورہ ہوتا تھا۔ اُس میں یہ بھی شرکت کرتے تھے۔ آپ غیر معروف راستوں سے گزر کر امام حسینؑ کی خدمت میں مکہ معظمہ پہنچے، اور ایک مقام پر قیام کر کے امام حسینؑ سے ملنے گئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کو جو اُن کے آنے کا پتہ چلا تو خود ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ آخر کار یہ لوگ جلدی واپس گئے اور حضرت سے اپنے مکان پر ملے۔ آپ مکہ سے امام حسینؑ کے ہمرکاب رہے۔ اور صبح عاشور کربلا میں شہید ہو گئے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ آپ کے بھائی عبیداللہ اور والد ماجد یزید ابنِ ثبیط بھی مکہ میں امام حسینؑ کے ہمراہ ہوئے تھے۔ حملہ اولیٰ میں عبیداللہ اور بعد نماز کی جنگ میں والد ماجد نے شہادت پائی ہے۔

(۳۱)

بشرؑ بن عمر الکندی

آپ کا پورا نام بشر بن عمر بن احدوث الحضرمی الکندی تھا۔ آپ حضرموت کے رہنے والے تھے اور آپ کا شمار قبیلہ کندہ میں ہوتا تھا۔

آپ تابعی اور بڑی فضیلتوں کے مالک تھے۔ آپ کا اور آپ کے لڑکوں کا ذکر اکثر تاریخی جنگوں میں آتا ہے۔ آپ کربلا میں امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے ایک لڑکے محمد نامی تھے۔ صبحِ عاشور لڑائی کے آغاز ہی پر آپ کو اطلاع ملی کہ آپ کے ایک لڑکے عمر نامی، حکومت رَے کی سرحد پر گرفتار ہو گئے ہیں۔ آپ نے جب یہ سُنا تو کہا۔ خدایا، میں اپنے لڑکے کو تجھ سے لوں گا۔ یہ مجھے گوارا نہیں ہو سکتا کہ میں زندہ رہوں اور میرا لڑکا گرفتار رہے۔

حضرت امام حسینؑ نے اُن کا یہ کلام سُن لیا۔ فرمایا۔ اے بشر! میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم جا کر اپنے لڑکے کو رہا کراؤ۔ بشر نے جواب دیا۔ "آقا و مولا! مجھے شیر اور بھیڑیے کھالیں، اگر مَیں آپ کو اِن دشمنوں میں چھوڑ کر چلا جاؤں"۔ حضرتؑ نے پھر فرمایا "اچھا، پانچ بردِ یمانی جن کی قیمت ایک ہزار اشرفی ہے اپنے بیٹے محمدؑ کو دے کر یہاں سے روانہ کر دو۔ اس کے بعد آپ نے پانچوں یمنی چادریں اُن کو عطا فرمائیں۔ مورخین کا اِس پر اتفاق ہے کہ یومِ عاشورا حملۂ اولیٰ میں آپ نے بھی شہادت پائی۔

(۳۲)

عبداللہ بن عروہ الغفاریؓ

آپ کا شمار کُوفہ کے شرفاء میں تھا، آپ نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ آپ کے دادا جنابِ حواق اصحاب امیر المومنین میں تھے اور بڑی عزت

کے مالک تھے۔ وہ جنگِ جمل، صفین اور نہروان میں حضرت علیؑ کے ساتھ ہو کر لڑے تھے۔

عبداللہ کربلا میں امام حسینؑ سے آ کر ملے تھے اور آخر حیات تک ساتھ رہے۔ آپ کو جب امام حسینؑ کی شہادت کا یقین ہو گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے۔ مولا مرنے کی اجازت دیجئے تاکہ ہم آپ کے سامنے قربان ہو کر سُرخرو ہو جائیں۔ بردائیتے لڑنے کے لئے نکلنا ہی چاہتے تھے کہ جنگ مغلوبہ ہو گئی اور سب کے ساتھ آپ بھی شہید ہو گئے۔

(۳۳)

بریرؑ ابنِ خضیر الہمدانی

آپ کا پورا نام بریر ابن خضیر الہمدانی المشرقی تھا۔ آپ قبیلۂ ہمدان کی شاخ بنو مشرق کی ایک عظیم شخصیت تھے۔ آپ کافی عمر رسیدہ اور تابعی ہونے کے ساتھ نہایت عابد و زاہد، قاری قرآن، بلکہ "استاذ القراءؑ" تھے۔ آپ کا شمار امیر المومنینؑ کے اصحاب اور شرفاء کوفہ میں تھا۔ آپ نے کوفہ سے مکہ جا کر امام حسینؑ علیہ السلام کے ہمراہی اور معیت اختیار کی تھی۔ آپ نے امام حسینؑ اور ان کے اہلبیت کی جیسی خدمت کی ہے۔ اس کی مثال نظر نہیں آتی۔ شبِ عاشور پانی کی جدوجہد میں آپ نے جو کارنامہ کیا ہے۔ وہ صفحات تاریخ میں سونے کے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ میں آپ کے شب عاشور

والے کارنامہ کو اپنی کتاب "ذکر العباس" کے صفحہ ۱۹۶ سے نقل کرتا ہوں۔

اہلبیتِ رسولِ اسلام پر ساتویں سے پانی بند ہے۔ سعی آپ کی ہر سبیل غیر مفید ثابت ہو چکی ہے۔ تگ ودو کی گئی۔ کنوئیں کھودے گئے۔ مگر پانی دستیاب نہ ہو سکا۔ عاشور کی رات آگئی ہے۔ پیاسوں کی آنکھوں میں موت کا نقشہ نظر آرہا ہے۔ اضطراب اہلبیتؑ کی کوئی حد نہیں۔ حضرت سکینہؑ بنت الحسینؑ فرماتی ہیں کہ نویں محرم کا دن گزرنے کے بعد جب رات آئی تو پانی کی نایابی نے ہم لوگوں کو قریب بہ ہلاکت پہنچا دیا۔ خشک برتنوں اور مشکیزوں کی طرح ہماری زبان اور لب بھی خشک ہو گئے اور ایسی حالت پیدا ہو گئی جو برداشت نہ ہو سکی۔ بالآخر میں اور بچوں سمیت اپنی پھوپھی زینبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ انھیں اپنی حالت سے آگاہ کر کے پانی کی خواہش کروں۔ شاید وہ کوئی سبیل پیدا کر سکیں۔ میں نے انھیں اپنے خیمہ میں پایا۔ وہ آغوشِ محبت میں میرے بھائی علی اصغر کو لئے ہوئے تھیں اور ان کی حالت یہ تھی کہ کبھی کھڑی ہوتی تھیں اور کبھی بیٹھ جاتی تھیں۔ اور میرا بھائی اُن کی آغوش میں تڑپتا تھا۔ جس طرح چھوٹی مچھلی پانی میں تڑپتی ہے۔ اور وہ تڑپتے بھی ہیں اور چلاتے بھی اور میری پھوپھی انھیں تسلی دیتے ہوئے فرماتی ہیں۔ میرے برادر زادے صبر کرو، اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرماتی ہیں "وانی لک الصبر" اور تجھے صبر کیوں کر آسکتا ہے۔ جب کہ تیری یہ حالت ہے۔ اے بیٹا! کیا کروں۔ اس بات سے سخت تکلیف ہے کہ میں، تیری حالت دیکھتی ہوں، اور تیرا بیان سنتی ہوں اور

کچھ نہیں کر سکتی۔ جنابِ سکینہؑ فرماتی ہیں کہ جب میں نے پھوپھی جان کا بیان سُنا اور علیؑ اصغر کی حالت دیکھی تو مَیں بھی رونے لگی۔ پھوپھی اماں نے پوچھا کون ہے۔ "سکینہ"۔ مَیں نے عرض کی ہاں پھوپھی جان مَیں ہوں۔ انھوں نے پوچھا۔ کیوں رو رہی ہو۔ مَیں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ مَیں نے اپنی پیاس کا ذکر کیا تو وہ اور پریشان ہو جائیں گی۔ مَیں نے کہا اے پھوپھی جان! اگر آپ انصار کے عیال کے پاس کسی کو بھیجیں تو شاید کچھ پانی کہیں سے دستیاب ہو جائے۔ یہ سُن کر حضرت زینبؑ نے میرے بھائی کو آغوش میں اُٹھا لیا اور خود میری دیگر پھوپھیوں کے خیمہ میں گئیں۔ لیکن کہیں پانی کی سبیل نظر نہ آئی۔ پھر جب وہ واپس ہو کر بعض فرزندانِ امام حسنؑ کے خیمہ میں پہنچیں تو آپ کے ساتھ اور بہت سے چھوٹے بچے بھی ہو گئے اور سب کو یہ اُمید کی تھی کہ حضرت زینبؑ کہیں سے پانی کی سبیل نکالیں گی۔ غرضیکہ آخر میں میری پھوپھی زینبؑ نے اصحاب کے خیموں میں پانی کا پتہ لگایا۔ مگر مایوسی رہی۔ جب پانی ملنے سے نا اُمیدی ہوئی تو اپنے خیمہ میں پلٹ آئیں۔ اب آپ کے پاس تقریباً بیس لڑکے لڑکیاں جمع ہو گئے تھے جو سب کے سب حد سے زیادہ پیاسے تھے۔

حضرتِ سکینہؑ فرماتی ہیں کہ ہم سب اطفالِ حُسینی خیموں میں رو پیٹ رہے تھے کہ ناگاہ ہمارے خیمہ کی طرف سے بریرؓ ہمدانی گزرے۔ انھوں نے جب ہماری حالت کا مُطالعہ کیا تو بے ساختہ رونے لگے اور سر پر خاک ڈالتے ہوئے دیگر اصحاب سے ملے اور ان سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ

ہمارے ہاتھوں میں تلوار ہونے کے باوجود خاندانِ رسالتؐ کے بچے پیاس
سے مر رہے ہیں۔ میرے دوستو! اگر ہم انھیں سیراب نہ کر سکے اور وہ پیاس
سے مر جائیں تو اس سے کہیں بہتر ہے کہ ہم لوگ موت کی آغوش میں چلے
جائیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگ ان بچوں کے ہاتھ پکڑ لیں اور نہر پر
چلیں اور انھیں سیراب کرنے کی سعی کریں۔

یہ سن کر یحییٰ مازنی بولے۔ میرے خیال میں بچوں کا لے جانا درست نہیں
کیونکہ دشمن حملہ کریں گے۔ اگر اس حملہ میں خدانخواستہ کوئی بچہ شہید ہو گیا تو
ہم اس کا سبب قرار پائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ مشکیزے لے لیں اور نہر پر
چل کر پانی حاصل کریں۔ پانی دستیاب ہونے پر ان پیاسوں کو سیراب کریں۔
جنابِ یحییٰ مازنی کی رائے سب نے پسند کی اور چار اصحاب مشکیزے لیکر
نہر فرات کی طرف روانہ ہو گئے۔ جن کے قائد بریر ہمدانی تھے۔ یہ لوگ
فرات کے قریب پہنچے، محافظین نہر نے ان کی آمد محسوس کر لی۔ پوچھا،
من ھولاء القوم یہ کون لوگ ہیں یعنی تم کون ہو اور کیوں آئے ہو؟ کیا
غرض ہے۔ فرمایا! پانی پینے اور پانی لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ اس
نے کہا ٹھہرو! میں اپنے سردار سے دریافت کر لوں۔ اگر اجازت ملے گی
تو پانی لے جانے کا امکان ہو گا، ورنہ ناممکن ہے۔ ایک شخص محافظین نہر
کے سردار اسحٰق بن حنشوہ کے پاس گیا وہ جناب بریرؑ کا رشتہ دار تھا اور کہا
بریر پانی پینے اور پانی خیام حسینیؑ تک لے جانے کے لئے آئے ہیں اس
نے کہا پانی پینے کے لئے راستہ دے دو، جتنا جی چاہے پی لیں۔ لیکن لے

جانے کی اجازت نہیں۔ اجازت ملی، پانی میں اُترے۔ پانی کی ٹھنڈک نے دل پگھلا دیا۔ بریر نے پانی پیئے بغیر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ مشکیزے جلدی بھرو، اور چل کھڑے ہو۔ کیونکہ فرزندانِ رسُول کے دل پیاس سے پگھلے جا رہے ہیں۔

بریرؓ کی آواز ایک دُشمن نے سُن لی اور پُکار کر کہا، تمہیں پانی پینے کی اجازت دی گئی ہے۔ تُم پانی لے جا نہیں سکتے میں فوراً اسحاق کو باخبر کرتا ہوں۔ لیکن یہ بھی سُن لو۔ اگر اس نے بپاسِ قرابت پانی لے جانے کی اجازت بھی دے دی، تو میَں پانی نہ لے جانے دُوں گا۔

بریرؓ نے اپنا لہجہ کمال سیاست کی بناء پر نرم کر کے اُسے گرفتار کرنا چاہا، مگر وُہ گرفت میں نہ آیا اور اس نے اسحاق کو خبر کر دی۔ اسحاق نے حکم دیا کہ پانی لے جانے سے روکو، اور اگر نہ مانے تو گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ۔ وُہ آیا اور اُس نے مشکیزے خالی کر دینے کا مُطالبہ کیا۔ حضرت بریرؓ نے فرمایا، خدا کی قسم میں پانی بہانے سے اپنا خُون بہانا بہتر سمجھتا ہوں۔ میَں نے ایک قطرہ بھی پانی نہ پیا۔ ہماری پُوری غرض خیامِ حسینی تک پانی پہنچانا ہے۔ جب تک دم میں دم ہے۔ ہمارے مشکیزوں کو کوئی نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔

ان لوگوں کے ارادے معلوم کرنے کے بعد دُشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان حُسینی بہادروں نے مشکیزے زمین پر رکھ دیئے، اور اس کے گرد اگر دگھٹنے ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔ تیر بارانی کا حُکم ہوا، اور تیر برسنے

لگے۔ ایک بہادر نے مشکیزہ اُٹھا کر کندھے پر رکھ لیا اور چاہا کہ جلدی سے نکل کر تا بہ خیام گاہ پہنچ جائیں۔ اِتنے میں ایک تیر کندھے پر آ کر لگا تسمہ کٹ گیا اور خون جاری ہو گیا، اور قدم تک پہنچا۔ اُس نے بڑی خوشی کے ساتھ کہا، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری گردن کو مشکیزے کے لئے سپر بنایا۔ یعنی میری گردن چھدی تو چھدی، مشکیزہ تو بچ گیا۔ ابھی تک اِن بہادروں کی تلواریں نیام میں تھیں۔ مگر حضرت بریرؓ اب سمجھ چکے ہیں کہ یہ پانی روکنے میں اپنی ساری کوشش ختم کر دیں گے۔ اتمام حجت کے لئے کہا کہ دیکھو فرزندانِ رسولؐ پیاسے ہیں اور ان کے اطفال و عورات بھی پیاسے ہیں۔ ہمیں پانی لے جانے دو، اُن لوگوں نے جواب دیا۔ حسینؑ اور اُن کے بچوں کے لئے ہم نے فرات کا پانی حرام کر دیا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ تم پانی لے جاسکو۔ بریر نے کہا دیکھو۔ ہماری تلواریں ابھی تک نیام میں سو رہی ہیں۔ اِنھیں بیداری کا موقع نہ دو، ورنہ بڑی خونریزی ہوگی۔

دُشمن پانی روکنے میں مبالغہ کر رہے ہیں، اور یہ پانی لے جانے پر اصرار۔ بات بڑھی۔ آواز بلند ہوئی۔ امام حسین علیہ السّلام کے گوش گزار ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "الحقوا بہ" اے عباسؑ کچھ لوگوں کو لے کر بریر کی کمک میں جلد پہنچو، وہ دشمنوں میں گھر گئے ہیں۔ حضرت عباسؑ چند اصحاب کو لے کر بریر کی مدد کو چلے اور اُن کے ہمراہ بعض محافظینِ خیمہ بھی ہو لئے۔ عمر بن حجاج نے جب دیکھا تو اُس نے لشکریوں کو حکم دیا کہ اگرچہ رات ہے، لیکن تیر بارانی شروع کر دو۔ حکم پاتے ہی دُشمنوں نے تیروں کا مینہ برسانا

شروع کر دیا۔ بریر نے بڑھ کر ایک مشکیزہ اُٹھا لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میرے اِرد گرد جمع ہو جاؤ تاکہ تیر مشکیزہ تک نہ پہنچ سکے اور پانی بہنے سے بچ جائے۔ بریر مشک لئے ہوئے اپنے ساتھیوں کے درمیان ہیں اور ساتھی اِرد گرد ہیں۔ جس قدر تیر آتے ہیں یہ بہادر اپنے سینوں پر لیتے ہیں اور مشکیزہ تک کسی تیر کی رسائی نہیں ہونے دیتے۔ بریر ہمدانی کے سات تیر لگ چکے ہیں۔ لیکن مشکیزہ ابھی تک محفوظ ہے۔ قضارا ایک تیر بڑی تیزی کے ساتھ اُڑتا ہوا آیا اور ایک بہادر کے سینے پر لگا۔ لوگ گھبرا گئے اور یہ سمجھے کہ تیر مشکیزہ پر لگ گیا ہے۔ حضرت بریرؓ سے پوچھا۔ ذرا بتاؤ تو سہی کہ یہ تیر کہاں لگا۔ بریرؓ نے کمالِ عقیدت سے جواب دیا کہ مشکیزہ بچ گیا۔ الحمد للہ! یہ تیر میری گردن پر لگا ہے۔ العرض کمک پہنچ گئی۔ دشمنوں کے دِل چھوٹ گئے۔ یہ حضرات دُشمنوں کو ہٹا کر بریرؓ وغیرہ کو ہمراہ لے آئے۔

حضرت بریرؓ مشکیزہ لئے ہوئے خیمہ کے قریب پہنچے اور پُکار کر کہا۔ اے رسُولِ اکرمؐ کے چھوٹے چھوٹے بچّو! آؤ پانی آگیا، بخوشی پیو۔ بچّوں میں شور مچ گیا ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔ آؤ! بریرؓ پانی لائے ہیں۔ تمام بچّے دوڑ پڑے اور انھوں نے اپنے کو مشکیزہ پر گرا دیا۔ مشکیزے کو کوئی آنکھوں سے، کوئی رُخسار سے، کوئی پہلو سے لگانے لگا۔ مشکیزہ پر دباؤ پڑا اور اُس کا دہانہ بند اُلٹ گیا۔ مُنہ کھل گیا اور سارے کا سارا پانی بچوں کے سامنے زمین پر بہہ گیا۔ بچے ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگے، اور سب نے مِل کر آواز دی، بریر! پانی بہہ گیا۔

بریر اس آواز کو سُنتے ہی مُنہ پیٹنے لگے اور بڑی مایُوسی اور زبردست افسوس کے ساتھ رو کر کہا۔ ہائے کس عرق ریزی سے پانی دستیاب ہوا تھا مگر افسوس پیغمبرِ اسلام کی اولاد سیراب نہ ہو سکی۔

غرضیکہ پانی زمین پر بہہ گیا، اور چھوٹے چھوٹے بچے کمال تشنگی کی وجہ سے اُس تر زمین پر گرنے لگے۔ حضرت عباسؑ نے اس حشر آفرین واقعہ کو اپنی نظروں سے دیکھا اور آپ بیتاب ہو کر نہایت مایُوسی کے عالم میں کفِ افسوس ملنے لگے۔ (ماتین صفحہ ۳۱۶ - ۳۲۳)

شبِ عاشور کے بعد صبحِ عاشور آپؑ نے زبردست نبرد آزمائی کی۔ بڑھاپے کے باوجود آپؑ نے ایسی جنگ کی کہ دُشمنوں کے دانت کھٹّے ہو گئے۔ آپؑ جس پر بھی حملہ کرتے تھے اُسے فنا کے گھاٹ اُتار دیتے تھے۔ سب سے پہلے آپؑ سے جس نے مقابلہ کیا، وہ یزیدؑ بن معقل تھا، آپ نے اُسے چند واروں میں فنا کر دیا۔ اسی طرح آپ نے تیس دُشمنوں کو فنا کے گھاٹ اُتار دیا۔ آخر میں رضی لعؐ بن منقذ سامنے آیا، آپ نے اُسے زمین پر دے مارا، اور اُس کے سینہ پر سوار ہو گئے۔ اتنے میں کعب بن ازدی نے آپ کی پُشتِ مُبارک پر تیر کا گہرا وار کیا۔ آپ نے غصّہ میں آ کر رضی جس کے سینہ پر سوار تھے اس کی دانتوں سے ناک کاٹ لی۔ کعب کا نیزہ جنابِ بریرؑ کی پُشت میں رہ گیا۔ اس کے بعد کعب نے نیزہ اور تلوار سے متعدد وار کر کے جنابِ بریر کو سخت زخمی کر دیا، اور بالآخر آپ کو بحیرؑ ابنِ اوس الضبی نے شہید کر ڈالا۔ شہادت کے وقت آپ نے حضرت امام

حسین علیہ السلام کو آواز دی۔ آپؑ اُن کی لاش پر پہنچے، اور آپ نے نہایت دردآگیں لہجہ میں فرمایا "ان بریرا من عباد اللہ الصالحین" ہائے بریرؓ ہم سے جُدا ہو گئے، جو خدا کے بہترین بندوں میں سے ایک تھے۔

(۳۴)

وہبؑ بن عبداللہ الکلبی

آپ کا نام وہبؑ ابنِ عبداللہ ابن حباب الکلبی تھا۔ آپ بنی کلب کے ایک فرد تھے۔ حُسن و جمال میں نظیر نہ رکھتے تھے۔ جوان رعنا ہونے کے ساتھ ساتھ خوش کردار اور خوش اطوار بھی تھے۔ اور آپ نے کربلا کے میدان میں بڑی دلیری کے ساتھ درجہ شہادت حاصل کیا ہے۔ ہم آپ کے واقعات شہادت کو کتاب ذکرالعباسؑ سے نقل کرتے ہیں۔

"کربلا کی ہولناک جنگ میں حسینیؑ بہادر نہایت دلیری سے جان دے دے کر شرفِ شہادت حاصل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جناب وہبؑ بن عبداللہ بن حباب کلبی کی باری آئی۔ یہ حسینی بہادر پہلے نصرانی تھا اور اپنی بیوی اور والدہ سمیت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں پر مسلمان ہوا تھا۔ آج جب کہ یہ امام حسینؑ پر فدا ہونے کے لئے آمادہ ہو رہے ہیں، ان کی والدہ ہمراہ ہیں۔ ماں نے دل بڑھانے کے لئے وہب سے کہا، بیٹا آج فرزندانِ رسولؐ پر قربان ہو کر روحِ رسولِ مقبولؐ کو خوش کر دو۔ بہادر بیٹے نے کہا۔ مادرِ گرامی! آپ گھبرائیں نہیں، انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔

الغرض آپ امام حسین علیہ السلام سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔
اور رجز پڑھتے ہوئے دشمنوں پر حملہ آور ہوئے۔ آپ نے کمال جوشِ شجاعت
میں جماعت کی جماعت کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اپنی ماں "قمری" اور بیوی
کی طرف واپس آئے۔ ماں سے پوچھا، مادرِ گرامی آپ خوش ہو گئیں۔ ماں
نے کہا میں اس وقت تک خوش نہ ہوں گی جب تک فرزندانِ رسولؐ کے
سامنے تجھے خاک و خون میں غلطاں نہ دیکھوں۔ یہ سن کر بیوی نے کہا۔
اے وہبؓ مجھے اپنے بارے میں کیوں ستاتے ہو اور اب کیا کرنا چاہتے ہو
ماں پکاری "یا بنی لاتقبل قولھا" بیٹا! بیوی کی محبت میں نہ آجانا۔
خدارا جلد یہاں سے رخصت ہو کر فرزندِ رسولؐ پر اپنی جان قربان کر دو۔" وہب
نے جواب دیا، مادرِ گرامی ایسا ہی ہوگا۔ میں موقع کی نزاکت کو جانتا اور
پہچانتا ہوں۔ مجھے امام حسینؑ کا اضطراب اور حضرت عباسؑ جیسے بہادر کی
پریشانی دکھائی دے رہی ہے۔ بھلا کیونکر ممکن ہے کہ میں ایسی حالت میں
ذرا بھی کوتاہی کروں۔ اس کے بعد جناب وہبؓ میدان جنگ کی طرف
واپس چلے گئے اور کچھ اشعار پڑھتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ یہاں تک کہ
آپ نے انیس اور بقولے بارہ سوار اور چوبیس پیادے قتل کئے۔ اسی دوران
میں آپ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر ان کی بیوی کو
جوش آگیا۔ اور وہ ایک چوب خیمہ لے کر میدان کی طرف دوڑیں، اور
اپنے شوہر کو پکار کر کہا، خدا تیری مدد کرے۔ ہاں! فرزندِ رسولؐ کے لئے
جان دے دے۔ اور سن، اس کے لئے میں اب بھی آمادہ ہوں، یہ دیکھ کر

وہب اپنی بیوی کی طرف اس لئے فوراً آئے کہ انھیں خیمہ تک پہنچا دیں۔ اس مخدرہ نے ان کا دامن تھام لیا، اور کہا میں تیرے ساتھ موت کی آغوش میں سوؤں گی۔ پھر امام حسین علیہ السلام نے اُسے حکم دیا کہ وہ خیمہ میں واپس چلی جائے، چنانچہ وہ واپس چلی گئی۔ اس کے بعد وہب مشغولِ کارزار ہو گئے اور کافی دیر تک نبرد آزمائی کے بعد درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ وہب کے زمین پر گرتے ہی ان کی بیوی نے دوڑ کر ان کا سر اپنی آغوش میں اٹھا لیا۔ ان کے چہرے سے گرد و غبار اور سر و آنکھ سے خون صاف کرنے لگیں۔ اتنے میں شمرؔ کے حکم سے اس کے غلام رستمؔ نے اس مومنہ کے سر پر گرزِ آہنی مارا، اور یہ بیچاری بھی شہید ہو گئیں۔ مورخین کا کہنا ہے کہ "وھی اول امراۃ قتلت فی عسکر الحسین"۔ یہ پہلی عورت ہے جو لشکرِ حسینؑ میں قتل کی گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ جب وہب زمین پر گرے تو انھیں گرفتار کر لیا گیا۔ یعنی ان کی لاش پر قبضہ کر کے سر کاٹ لیا گیا۔ اس کے بعد اس سر کو خیمہ حسینیؑ کی طرف پھینک دیا گیا۔ ماں نے سر کو اُٹھایا؛ بوسے دیئے اور دشمن کی طرف پھینک کر کہا۔ ہم راہِ مولا میں جو چیز دیتے ہیں، اُسے واپس نہیں لیتے۔ کہتے ہیں کہ وہب کا پھینکا ہوا سر ایک دشمن کے لگا اور وہ ہلاک ہو گیا، پھر ماں چوب خیمہ لے کر نکلی اور دو دشمنوں کو قتل کر کے بحکم امام حسینؑ خیمہ میں واپس چلی گئی۔ دمعہ ساکبہ ص ۳۳۱۔ تاریخ کامل۔ طوفان بکا۔ شعلہ ص ۱۳۔ طبع ایران سنہ ۱۳۱۴ھ۔

۳۵

ادھم بن امیۃ العبدی

آپ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ نہایت معتمد قسم کے شیعہ تھے۔ ماریہ قبطیہؓ کے مکان میں جہاں شیعہ جمع ہوا کرتے تھے اور باہمی مشورے ہوا کرتے تھے، وہاں یہ بھی پابندی سے جاتے اور اپنے مشورہ سے لوگوں کو آگاہ کرتے تھے۔ ایک دن یزید بن ثبیط نے کہا کہ میں عنقریب امام حسینؑ کی امداد کے لئے مکہ معظمہ جاؤں گا۔ یہ سن کر آپ نے بھی اظہارِ خیال کیا اور کہا کہ بے شک جانا چاہیئے اور سنو! میں بھی تمہارے ہمراہ چلوں گا۔ چنانچہ یہ حضرات کوفہ سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچے اور امام حسین علیہ السّلام کی ہمراہی کربلا آئے۔ انھوں نے کمال دلیری سے یوم عاشورہ جانِ عزیز امام حسینؑ پر قربان کر دی۔

۳۶

اُمیّہؓ بن سعد الطائی

آپ حضرت امیر المومنینؑ کے اصحابِ خاص میں تھے۔ آپ کو تابعی ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ جب آپ کو علم ہوا کہ امام حسینؑ کربلا پہنچ گئے ہیں تو آپ نے کمال عجلت کے ساتھ اپنے آپ کو کربلا پہنچانا ضروری سمجھا۔ چنانچہ آپ نویں محرّم الحرام

سے وارد کربلا ہو گئے اور یوم عاشورا کمال جذبہ قربانی کے پیش نظر امام حسینؑ اور اسلام پر قربان ہو گئے۔

۳۷

سعدؓ ابنِ حنظلہ التمیمی

خالدؓ بن عمر کی شہادت کے بعد سعد ابن حنظلہ تمیمی میدانِ جنگ میں آئے اور مشغولِ کارزار ہو گئے۔ قاتل قتالاً اشد یداً نہایت ہی بے جگری سے زبردست جنگ کی اور بہت سے دشمنوں کو فنا کے گھاٹ اتار کر بحرِ موت میں خود ڈوب گئے۔

۳۸

عمیرؓ ابنِ عبداللہ المدحجی

جناب سعدؓ ابنِ حنظلہ کی شہادت کے بعد جناب عمیرؓ ابنِ عبداللہ المدحجی میدانِ جنگ میں آئے اور آپ نے کمال بے جگری سے جنگ کی۔ چاروں طرف سے دشمنوں نے آپ پر حملے کئے۔ آپ نے کثیر دشمنوں کو قتل کیا۔ بالآخر مسلم ضبابی لعین اور عبداللہ بجلی ملعون نے آپ کو شہید کر دیا۔

۳۹

مسلمؓ بن عوسجہ الاسدی

آپ کا پورا نام و نسب یہ ہے کہ مسلم بن عوسجہ بن ثعلبہ ابن دودان بن

اسد بن حزیمہ ابو جحل اسدی سعدی۔ آپ بڑے شریف النفس اور شریف القوم تھے۔ عبادت اور زہد میں درجۂ کمال پر فائز تھے۔ آپ کو صحابی رسولؐ ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ اسلامی فتوحات میں آپ نے بڑے بڑے کارِ نمایاں کئے ہیں۔ سنہ ۲۴ھ میں فتح آذربایجان میں حذیفہ یمان کے ہمراہ جو کارِ نمایاں انھوں نے کیا ہے وہ تاریخ میں یادگار ہے۔

امام حسینؑ کو دعوتِ کوفہ دینے والوں میں آپ کا اسمِ گرامی بھی ہے۔ آپ نے مسلمؑ بن عقیلؑ کی مقبولیت اور بعد میں ان کے تحفظ میں کمال حزم واحتیاط کا ثبوت دیا تھا۔ ابنِ زیاد کے کوفہ آنے کے بعد جناب مسلمؑ بن عوسجہ ہی نے قبائلِ تمیم و ہمدان، کندہ و ربیعہ کو ساتھ لے کر دارالامارہ پر حملہ کیا تھا۔

مسلمؑ بن عقیلؑ اور ہانی ابنِ عروہ کی شہادت اور شریک ابن اعور (جو پہلے سے علیل تھے) کی وفات کے بعد مسلمؑ بن عوسجہ تھوڑے عرصہ روپوش رہے۔ پھر بال بچوں سمیت کوفہ سے پوشیدگی کے ساتھ روانہ ہو کر کربلا پہنچے۔

نویں محرم کی شام کو جب امام حسینؑ نے خطبہ میں فرمایا تھا کہ یہ لوگ صرف میرا خون بہانا چاہتے ہیں۔ اے میرے اصحاب واعزا تم اگر جانا چاہو تو یہاں سے چلے جاؤ۔ میں طوقِ بیعت تمہاری گردنوں سے ہٹائے لیتا ہوں۔ اس کے جواب میں اعزار کی طرف سے حضرت عباسؑ اور اصحاب

کی جانب سے مسلمؑ بن عوسجہ ہی نے کہا تھا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم اگر باری عمر مارے اور جلائے جائیں، تب بھی آپ ہی کے ساتھ رہیں۔ آپ کی خدمت میں شہادت، سعادتِ عظمیٰ ہے۔

شبِ عاشور جب خندق کے گرد آگ جلانے پر شمرِ لعیں نے طعنہ زنی کی تو اُس کا مُنہ توڑ جواب مسلمؑ بن عوسجہ نے ہی دیا تھا۔

صبحِ عاشور جب لشکر ابن سعد نے حملہ گراں کیا تھا تو اس وقت مُسلمؑ ابن عوسجہ نے ایسی تلوار چلائی اور وہ معرکہ کیا کہ کسی نے کبھی ایسا دیکھا نہ سُنا تھا۔

آپ بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے کہ مسلمؑ بن عبداللہ ضبیانی اور عبداللہ ابن خشکارہ بلخی نے آپ پر ایک ساتھ حملہ کر دیا۔ میدان گرد سے پُر تھا۔ جب گرد بیٹھی تو مسلمؑ ابن عوسجہ خاک و خوُن میں لوٹتے دیکھے گئے۔ امام حسینؑ نے بڑھ کر مسلمؑ کی دلجوئی کی اور اُنھیں دعائیں دیں۔ آپ کی شہادت پر لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا، تو شبث ابن ربعی جو اگرچہ دُشمن تھا۔ بولا، افسوس تم ایسی شخصیت کی شہادت پر خوشی کا اظہار کر رہے ہو، جن کے اسلام پر احسانات ہیں۔ اُنھوں نے جنگِ آذر بائیجان میں چھ مشرکوں کو ایک ساتھ قتل کر کے دُشمنوں کی کمر توڑ دی تھی۔

آپ کی شہادت کے بعد آپ کے فرزند میدان میں آئے اور آپؑ نے زبردست نبرد آزمائی کی۔ آپ تیس دُشمنوں کو قتل کر کے خود بھی شہید ہو گئے۔

(۴۰)

ہلالؑ ابنِ نافع البجلی

آپ بڑے دیندار، شریف اور بہادر تھے۔ آپ کی پرورش حضرت علی علیہ السّلام نے کی تھی۔ آپ تیر اندازی میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ تیروں پر اپنا نام لکھوالیا کرتے تھے۔ آپ کو آلِ محمدؐ کی خدمت کا بڑا شوق تھا۔ شبِ عاشور کا مشہور واقعہ ہے کہ جب امام حسینؑ موقعہ جنگ دیکھنے کے لئے نکلے تھے تو ہلال نے آپ کی ہمراہی اختیار کی تھی۔ امام حسین علیہ السّلام نے موقعہ جنگ کے سلسلہ میں آپ سے مشورہ بھی لیا تھا۔ آپ کے بارے میں علماء نے لکھا ہے "کان حازماً بصیراً بالسیاسة" کہ آپ بہت ہی سمجھ دار اور سیاستدان تھے۔ صبح عاشور جب آپ میدانِ جنگ میں جانے کے لئے نکلے، تو آپ کی زوجہ نے مزاحمت کی۔ آپ نے کہا فرزندِ رسولؐ کی خدمت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

میدانِ جنگ میں پہنچنے کے بعد آپؑ نے ایسے حملے کئے جنھوں نے بڑے بڑے بہادروں کو فنا کے گھاٹ اُتار دیا۔ آپ کے ترکش میں اَسّی ۸۰ تیر تھے، جن سے ستّر دشمنوں کو قتل کیا۔ تیروں کے ختم ہو جانے کے بعد آپ نے تلوار نکال لی اور زبردست حملہ کر کے تیرہ ۱۳ دشمنوں کو قتل کر دیا۔

جب شمرلعنؔ نے دیکھا کہ ہلال قابو میں نہیں آتے تو چاروں طرف سے

حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ کے بازو شکستہ ہو گئے اور آپ گرفتار کر کے شہید کر دیئے گئے۔

(۴۱)

سعیدؓ بن عبداللہ الحنفی

آپ کوفہ کے نامی گرامی شیعوں میں تھے۔ عبادت گزاری میں ممتاز اور بہادروں میں نامور تھے۔ مرگِ معاویہ کے بعد اہلِ کوفہ نے جو معتمدین کے ہمراہ خطوط ارسال کئے تھے۔ اُن معتمد لوگوں میں جناب سعیدؓ بھی تھے۔ امام حسینؑ علیہ السلام نے آخری خط کا جواب جو ارسال فرمایا تھا۔ جس میں جنابِ مُسلم کی روانگی کا حوالہ تھا، وہ انھیں سعیدؓ کے ذریعہ سے تھا۔

مُسلمؑ ابنِ عقیلؑ کے پہنچنے کے بعد جن لوگوں نے حمایتی خطبے پڑھے اُن میں تیسرا نمبر سعید کا تھا۔ مُسلمؑ بن عقیلؑ کی طرف سے امام حسینؑ کی خدمت میں یہی سعید خط لے کر گئے تھے، اور وہاں پہنچ کر پھر اِس خیال سے واپس نہیں آئے کہ امام حسینؑ کے ہمراہ کوفہ پہنچیں گے۔

صبحِ عاشور آپ نے جنگ کی اور ظہر کے وقت کی عظیم جنگ میں آپ نے کارِ نمایاں کئے۔ عین جنگ میں نمازِ ظہر جماعت کے ساتھ پڑھنے میں آپ نے بڑی دلیری کا ثبوت دیا۔

عالمِ نماز میں جب دُشمنوں نے امام حسینؑ پر تیر بارانی شروع کی، تو جنابِ سعیدؓ امام حسینؑ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ اور تیر دل کو اپنے

چہرے، اپنی گردن، اپنے سینے اور اپنے پہلوؤں پر روکنے لگے اور امام حسینؑ تک کوئی تیر پہنچنے نہیں دیا، تا اینکہ شہید ہو گئے۔ امام حسینؑ آپ کی شہادت سے بہت متاثر ہوئے۔

(۴۲)

عبدالرحمٰن بن عبدالمزنی

آپ نہایت سعید اور محبِ آلِ محمدؐ تھے۔ یومِ عاشورا حضرت امام حسینؑ علیہ السلام سے اِذن جنگ حاصل کر کے میدان میں برآمد ہوئے۔ آپ نے رجز پڑھا اور دشمنوں پر زبردست حملہ کیا۔ بہت سے اشقیاء کو قتل کر کے خود شہید ہو گئے۔

(۴۳)

نافعؑ ابنِ ہلال الجملی

آپ کا پورا نام نافعؑ ابنِ ہلال بن نافع بن جمل بن سعد العشیرہ بن مدحج الجملی تھا۔ آپ بزرگ قوم اور شریف النفس تھے۔ ملت کی سرداری اور ریاست آپ کی خاندانی وراثت تھی۔ آپ بہادر، قاری قرآن، راوی حدیث اور منشی کامل تھے۔ آپ کو حضرت علیؑ کے اصحاب میں بھی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ نے جنگِ جمل، صفین اور نہروان میں شرکت کی تھی۔ کوفہ میں جناب مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت سے قبل ہی آپ امام حسین علیہ السلام

کی خدمت میں پہنچ گئے تھے۔ لشکرِ حُرؑ سے ملاقات کے بعد سید الشہداءؑ نے جس خطبہ میں یہ فرمایا تھا کہ تم لوگ چلے جاؤ۔ یہ لوگ صرف میرا خُون بہانا چاہتے ہیں۔ اِس کا جواب اصحاب بن زہیر نے سب سے پہلے دیا تھا۔ اُن کے بعد نافع بن ہلال ہی نے ایک طویل تقریر میں جاں نثاری کا یقین دلایا تھا۔

کربلا میں پانی بند ہونے کے بعد حصولِ آب میں، آپ نے بھی کافی جدوجہد کی تھی۔ ایک دو بار حضرت عباس علیہ السلام کے ساتھ بھی سعی آب میں گئے تھے۔ آپ نے اپنے تمام تیر زہر میں بُجھائے ہوئے تھے۔ بارہ دُشمنوں کو تیر سے مار کر تلوار سے حملہ کرنے لگے، اور بے شمار دُشمنوں کو زخمی کر دیا۔ بالآخر شمرلعؑ نے آپ کو شہید کر دیا۔

(۴۴)

عمرؑ بن قرظۃ الانصاری

آپ کا پُورا نام اور نسب یہ ہے۔ عمرؑ ابن قرظہ بن کعب ابن عمر بن عائذ زید مناۃ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الکوفی الخزرجی تھا۔

آپ کے والدِ ماجد جناب قرظۃ الانصاری صحابیٔ رسولؐ تھے۔ آپ سے آنحضرتؐ کی بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ آنحضرتؐ کے بعد آپ کو حضرت علیؑ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ مدینہ منورہ سے کُوفہ آکر مقیم ہوئے۔ اور جنگِ جمل و صفین اور نہروان میں آپ نے حضرت علیؑ کی معیت میں جنگ کی۔ آپ کو امیر المومنینؑ نے فارس کا حاکم مقرر کیا تھا۔

۵۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ کوفہ میں سب سے پہلے حضرت علیؑ کے بعد آپ کا نوحہ پڑھا گیا۔ قرظہ نے کئی اولادیں چھوڑیں۔ جس میں سب سے زیادہ مشہور عمر بن قرظہ تھے۔

جناب عمرؓ بن قرظہ نے راستوں کی بندش سے قبل امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں بمقام کربلا اپنے کو پہنچا دیا تھا۔ آپ کربلا میں عمرؑ بن سعد کے پاس پیغامات پہنچایا کرتے تھے۔

آپ امام حسینؑ سے اجازت لے کر یومِ عاشورا میدانِ جنگ میں آئے اور آپ نے رجز پڑھ کر زبردست حملہ کیا، اور کافی زخمی ہو کر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر جب امام حسینؑ پر دشمنوں نے حملہ کر دیا۔ تو آپ تیروں کو سینے پر لینے لگے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

۴۵

جونؑ بن حوی غلام الغفاریؓ

جنابِ جون ابوذر غفاری کے غلام تھے۔ آپ کو آلِ محمدؐ سے وہی خصوصیت حاصل تھی جو ابوذرؓ کو تھی۔ جون پہلے امام حسنؑ کی خدمت میں رہے۔ پھر امام حسینؑ علیہ السّلام کی خدمت گزاری کے شرف سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ امام حسینؑ کے ہمراہ مدینہ سے مکّہ اور وہاں سے کربلا آئے۔ عاشورا کے دن آپ نے اذن جہاد طلب کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا، جون! مجھے پسند نہیں کہ مَیں تمہیں قتل ہوتے دیکھوں۔ جون نے قدموں پر سر رکھتے

ہوئے عرض کی کہ مولا آپ کے قدموں میں شہید ہو جانا میری زندگی کا مقصد ہے۔ مولا! میرا پسینہ بُودار۔ حسب خراب اور رنگ کالا سہی۔ لیکن جذبہ شہادت میں خامی نہیں ہے۔ مولاؑ اجازت دیجئے کہ سُرخرو ہو جاؤں۔

امام حسین علیہ السّلام نے اجازت دی اور جون میدان میں آئے آپ نے زبردست جنگ کی اور درجۂ شہادت حاصل کر لیا۔ امام حسُینؑ نعشِ جونؑ پر پہنچے اور آپؑ نے دُعا دیتے ہوئے کہا۔ خُدایا! ان کے پسینے کو مُشک زار ان کے رنگ کو سفید اور حسب کو آلِ محمدؐ کے انتساب سے ممتاز کر دے۔

امام محمد باقرؑ کا ارشاد ہے کہ شہادت کے بعد آپ کا چہرہ روشن ہو گیا تھا، اور بدن سے مُشک کی خوشبُو آرہی تھی۔

۴۶

عمرؑ ابنِ خالد الصیدادی

آپ کا پُورا نام عمر بن خالدؑ الاسدی تھا۔ اور آپ کی کُنیت ابُوخالد تھی۔ آپ مقام صیدا کے رہنے والے تھے اور کُوفہ کے شرفاء میں سے تھے۔ آپ کو محبتِ اہلبیت میں کمال حاصل تھا۔ حضرت مُسلمؑ ابن عقیلؑ کی پُوری حمایت کی تھی اور شہادتِ حضرت مُسلمؑ کے بعد آپ نے مجبوراً روپوشی اختیار کی تھی۔ آپ کو جب معلوم ہُوا کہ امام حسُینؑ مکّہ سے کُوفہ پہنچ رہے ہیں۔ تو آپ غیر معروف راستوں سے روانہ ہو کر منزل عذیب ہجانات" میں حاضر خدمت ہو گئے اور کربلا پہنچ کر یوم عاشورا عروسِ شہادت سے ہمکنار ہو گئے۔

ابو مخنف کا بیان ہے کہ یہ ابن خالدؑ جنگ کرتے کرتے سخت گھیرے میں آگئے تو امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ کو اُن کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ آپ نے پوری مدد کی۔ آخر میں آپ شہید ہو گئے۔ (ذکر العباسؑ صفحہ ۲۲۳)۔

(۴۷)

حنظلہؑ ابنِ اسعد الشبامی

آپ کا پورا نام اور نسب یہ ہے۔ حنظلہؑ ابنِ اسعد ابنِ شیام بن عبداللہ ابن اسعد بن حاشد ابن ہمدان الہمدانی۔ آپ قبائل ہمدان کے قبیلہ بنو شبام سے تھے۔

آپ نہایت سر برآوردہ شیعہ تھے۔ نہایت فصیح و بلیغ قاری، نہایت شجاع و بہادر شخص تھے۔ آپ کا ایک لڑکا تھا۔ جن کا نام "علی" تھا۔ اور جس کا ذکر تاریخوں میں آیا ہے۔

امام حسینؑ کے کربلا پہنچنے کے بعد حاضرِ خدمت ہوئے۔ یومِ عاشورا اجازت لے کر میدان میں آگئے۔ آپ نے بے شمار دشمنوں کو قتل کیا۔ بالآخر بہت سے خونخواروں نے مل کر آپ کو شہید کر دیا۔

(۴۸)

سویدؑ ابنِ عمر الاتماری

آپ کا اسمِ گرامی سویدؑ بن عمر بن ابی المطابع الاتماری الخثعمی تھا۔

آپ بڑے شجاع، نہایت بہادر اور لڑائیوں میں آزمودہ کار تھے۔ عبادت گزاری آپ کی عادت۔ زہد و اتقاء آپ کا شیوہ تھا۔ آپ نے یوم عاشورہ دُشمنوں سے زبردست نبرد آزمائی کی اور بے شمار دُشمنوں کو قتل کیا۔ جب آپ زخموں سے چوُر ہو کر زمین پر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔ تو لوگوں نے یہ سمجھ کر آپ کی طرف سے نظر موڑ لی کہ آپ انتقال کر گئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب شہادتِ حسینی کی خوشی میں باجے بجنے لگے تو آپ کو ہوش آیا۔ آپ نے فوراً کمر سے وہ چھُری نکال کر جو چھُپی ہوئی تھی دُشمنوں پر حملہ کر دیا۔ بالآخر عروہؔ بن بکار اور زیدؔ ابن ورقا نے آپ کو شہید کر دیا۔

۴۹

یحییٰ بن سلیم المازنی

آپ محبت آلِ محمدؐ میں شہرت کے مالک تھے۔ شبِ عاشور بریر ہمدانی کے ساتھ آپ بھی پانی لانے کے لئے گئے تھے۔ یوم عاشورا آپ نے زبردست جنگ کی تھی۔ آپ اِذنِ جہاد لے کر میدانِ جنگ میں آئے اور آپ نے بے شمار دُشمنوں کو قتل کیا۔ اِس کے بعد آپ پر بہت سے دشمنوں نے مِل کر حملہ کر دیا آخر کار آپ شہید ہو گئے۔

٥٠

قرّہ ابنِ ابی قرۃ الغفاری

آپ نہایت سعید، شریف اور جانباز تھے۔ یوم عاشورہ امام حسین علیہ السّلام پر جان دینے میں کارہائے نمایاں کئے تھے۔ آپ نے دشمنوں پر اس بے جگری سے حملے کئے کہ دشمنوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ آپ میدان میں رجز پڑھتے تھے اور حملے کرتے تھے تاآنکہ آپ شہید ہو گئے۔

٥١

مالکؑ ابنِ انس المالکی

ابن نما کا بیان ہے کہ مالکؒ ابنِ انس کا نام انس بن حرث بن کاہل بن عمر بن صعب بن اسد ابنِ خزیمہ اسدی الکاہلی تھا۔

آپ حضورؐ سرورِ کائناتؐ کے صحابی تھے اور راوی حدیث۔ دونوں فرقوں کے علماء نے آپ سے روایت کی ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ میرا بچہ حسینؑ کربلا میں شہید کیا جائے گا جو اُس وقت حاضر ہو اُسے مدد کرنی ضروری ہے۔ علاّمہ عسقلانی اور ابنِ جزری نے اصابہ اور اسد الغابہ میں لکھا ہے۔ ابنِ جزری کا کہنا ہے کہ انس کا شمار کوفی اصحاب میں تھا۔ یعنی وہ کوفہ کے باشندے تھے۔ آپ کوفہ سے رات کو نکل کر کربلا پہنچے، اور روزِ عاشورا امام حسینؑ پر نثار ہو گئے۔

آپ نہایت کبیر السن تھے۔ امام حسینؑ سے اجازت لے کر میدان میں آئے اور رجز پڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔

(۵٢)

زیادؓ ابنِ غریب الصائدی

آپ کا پُورا نام اور نسب یہ ہے کہ زیاد ابنِ غریب بن حنظلہ بن دارم بن عبداللہ بن کعب بن شرجیل بن عمر بن جشم ابنِ حاشد ابنِ جشم بن خیروان بن عوف بن ہمدان۔ آپ کی کنیت ابو عمرۃ تھی۔ آپ قبائل ہمدان کے قبیلہ بنی حائد کے چشم و چراغ تھے۔

آپ کے والد، غریب صحابی رسولؐ تھے اور خود آپ کو بھی آنحضرتؐ کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ آپ شجاعانِ عرب میں مشہور شخص تھے۔ اور بڑے عابد و زاہد اور تہجد گزار تھے۔ آپ کا شمار مشاہیر عباد میں تھا۔ آپ نے امام حسین علیہ السلام سے کربلا میں مُلاقات کی، اور یوم عاشورا نبرد آزمائی کے بعد درجۂ شہادت حاصل کیا، آپ کا قاتل عامرؑ بن نہشل تھا۔

(۵٣)

عمرؓ بنِ مطاع الجعفی

آپ زبردست محبّ اہلِ بیت تھے۔ کربلا میں روزِ عاشورا امام

حسینؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے۔ مولا! مرنے کی اجازت دیجئے۔ امام مظلوم نے اِذنِ جنگ عطا فرمایا۔ آپ میدان میں تشریف لے گئے اور عظیم نبرد آزمائی کے بعد شہید ہوئے۔

(۵۴)

حجاجؒ ابنِ مسروق المدحجی

آپ کا نام حجاجؒ ابنِ مسروق بن جعف ابن سعد العشیرہ تھا۔ آپ قبیلہ مدحج کے ایک عظیم فرد تھے۔ آپ کا شمار حضرت علیؑ کے خاص شیعوں میں تھا۔ آپ کوفہ میں رہتے اور حضرت علیؑ کی خدمت کرتے تھے۔

امام حسینؑ کی مکّہ سے روانگی کے وقت حجاج بھی کوفہ سے روانہ ہوئے اور منزل قصر بنی مقاتل میں شرفِ مُلاقات حاصل کیا۔ جب عبیداللہ بن حُرؒ جعفی جن کا خیمہ قصر بن مقاتل میں پہلے سے نصب تھا، کو دعوتِ نصرت دینے کے لئے امام حسینؑ خود اُن کے خیمہ میں تشریف لے گئے تھے تو حجاجؒ آپؑ کے ہمراہ تھے۔

جنابِ حجاج یومِ عاشورا امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے۔ مولا مرنے کی اجازت دیجئے۔ امامِ حسین علیہ السلام نے اذنِ جہاد عطا فرمایا اور حجاج میدان میں تشریف لے گئے اور نبرد آزمائی شروع کی۔ اور پندرہ دشمنوں کو قتل کرنے کے بعد حاضرِ خدمت امام ہوئے اور تھوڑی دیر مولا کی خدمت میں ٹھہر کر میدانِ جنگ میں بار دگر تشریف

لائے اور اپنے غلام "مبارک" کی معیت میں دشمنوں سے لڑتے رہے تاآنکہ ایک سو پچاس ۱۵۰ دشمنوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔

(۵۵)

زہیرؑ ابن قینِ البجلی

زہیرؑ ابن قین بن قیس الانماری البجلی، اپنی قوم کے شریف اور رئیس تھے۔ آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ اور وہیں رہتے تھے۔ بڑے شجاع اور بہادر تھے۔ اکثر لڑائیوں میں شریک رہے۔ پہلے عثمانی تھے۔ پھر سنہ ۶۰ھ میں حسینی العلوی ہو گئے۔

آپ سنہ ۶۰ھ میں حج کے لئے اہل وعیال سمیت گئے تھے۔ وہاں سے واپس کوفہ آرہے تھے کہ راستہ میں امام حسینؑ سے ملاقات ہو گئی۔

ایک دن ایسی جگہ اُن کے خیام نصب ہوئے کہ امام حسینؑ کے خیمے بھی سامنے تھے۔ جب زہیرؑ کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو امام حسینؑ کا قاصد پہنچ گیا۔ اُس نے سلام کے بعد کہا۔ زہیرؑ تم کو فرزندِ رسولؐ نے یاد کیا ہے۔ یہ سن کر سب کو سکتہ ہو گیا اور ہاتھوں سے نوالے گر پڑے۔ زہیرؑ کی بیوی جس کا نام "دلہم بنت عمر" تھا۔ زہیر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی۔ زہیرؑ تردد کیا ہے۔ خوشا نصیب تمہارے، کہ تُم کو فرزندِ رسولؐ نے یاد کیا ہے۔ اُٹھو اور اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔

زہیرؑ اُٹھے اور خدمت امام حسینؑ علیہ السّلام میں حاضر ہوئے۔ تھوڑی

دیر کے بعد جو واپس آئے تو اُن کا چہرہ نہایت بشاش تھا اور خوشی کے آثار اُن کے بُشرے سے ظاہر تھے۔

انھوں نے واپس آتے ہی حکم دیا کہ سب خیمے امام حسینؑ کے خیام کے قریب نصب کر دیئے جائیں، اور بیوی سے کہا کہ مَیں تم کو طلاق دیئے دیتا ہوں۔ تم اپنے قبیلہ کو واپس چلی جاؤ، مگر ایک واقعہ مجھ سے سُن لے۔

"جب لشکرِ اسلام نے بلنجر پر چڑھائی کی اور فتح یاب ہوئے تو سب خوش تھے اور میں بھی خوش تھا مجھے مسرور دیکھ کر سلمانؓ فارسی نے کہا کہ زہیرؓ تم اس دن اس سے زیادہ خوش ہوگے جس دن فرزندِ رسولؐ کے ساتھ ہو کر جنگ کرو گے (ابصار العین)

میں تمہیں خدا حافظ کہتا ہوں اور امام حسینؑ کے لشکر میں شریک ہوتا ہوں۔ اس کے بعد آپ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مرتے دم تک ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

مورخین کا بیان ہے کہ جنابِ زہیرؓ امام حسینؑ کے ہمراہ چل رہے تھے کہ مقام "ذو حشم" پر حُرؑ کی آمد کے بعد آپؑ نے خطبہ میں اصحاب سے فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ۔ انھیں صرف میری جان سے مطلب ہے۔ اس جواب میں زہیرؓ نے ہی کہا تھا کہ ہم ہر حال میں آپ پر قربان ہوں گے نیز جب حُرؑ نے امام حسینؑ سے مزاحمت کی تھی تو جناب زہیرؓ نے امام حسینؑ کی بارگاہ میں درخواست کی تھی کہ ابھی یہ ایک ہی ہزار ہیں۔ حکم دیجئے کہ ان کا خاتمہ کر دیں۔ جس کے جواب میں امام مظلومؑ نے فرمایا تھا کہ "ہم ابتداءِ

جنگ نہیں کر سکتے۔"

مورخین کا یہ بھی بیان ہے کہ جب حضرتِ عباسؑ ایک شب کی مہلت لینے کے لئے شبِ عاشور نکلے تھے تو جنابِ زہیرؑ بھی ان کے ہمراہ تھے۔

شبِ عاشور کے خطبہ کے جواب میں بھی جنابِ زہیرؑ نے کمال دلیری سے عرض کی تھی۔ مولا اگر ستّر مرتبہ بھی ہم آپؑ کی محبت میں قتل کئے جائیں تو بھی کوئی پرواہ نہیں۔

مورخین کا اتفاق ہے کہ صبحِ عاشور جب امام حسینؑ نے اپنے چھوٹے سے لشکر کی ترتیب دی، تو میمنہ جنابِ زہیر ہی کے سپرد کیا تھا۔

یوم عاشور آپ نے جو کارِ نمایاں کیا ہے وہ تاریخ کربلا کے اوراق میں موجود ہے۔ نمازِ ظہر کی جدوجہد میں بھی آپ کا بڑا حصہ ہے۔ آپ نے پے در پے دشمنوں پر کئی حملے کئے اور ایک سو بیس ۱۲۰ کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ بالآخر عبداللہؑ ابن شعبی اور مہاجرؑ ابن اوس تیمی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

۵۶

حبیبؑ ابنِ مظاہر الاسدی

جنابِ حبیب ابن مظاہر الاسدی. بروایت عالم اہلسنّت شاہ محمد حسن صابری چشتی ۱۳ ربیع الثانی ۵ھ یوم چہار شنبہ بعد نمازِ مغرب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ وہ بہت خوب [illegible] تھے اُن کا جد [illegible]

بڑھاپے میں ڈاڑھی بھی خضاب کرتے تھے۔ (آئینۂ تصوف ص۲۴۳ طبع رامپور)

آپ کے القاب میں فاضل، قاری، حافظ اور فقیہ بہت زیادہ مشہور ہیں۔ ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ حبیبؑ بن مظاہرؑ بن ریاب ابن اشتر بن جنجوان بن فقعس بن طریف. بن عمر بن قیس بن حرث بن ثعلبتہ بن دوان بن اسد (ابوالقاسم الاسدی الفقعسی)

علامہ مجلسیؒ نے خلاصتہ المقال میں مظاہر کے بجائے مظہر ان کے باپ کا نام لکھا ہے۔ لیکن شیخ طوسیؒ اور عمید الرؤسا نے مظاہر ہی تحریر فرمایا ہے۔ ان کے چچا حوط بن ریاب کے ایک فرزند جن کا نام ربیعہ اور جن کی کنیت ابو ثور تھی۔ بہت بہادر شخص گزرے ہیں۔ وہ شہسواری اور شاعری میں بھی بہت ممتاز سمجھے جاتے تھے۔

حبیبؑ کے پدر بزرگوار جنابِ مظاہرؑ حضرت رسُولِ کریم صلعم کی نگاہ میں بڑی عزّت رکھتے تھے، رسُولِ کریمؐ ان کی دعوت کبھی مُسترد نہیں فرماتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ انھوں نے سرکارِ دو عالمؐ کو اپنے گھر میں مدعو کیا اور دعوت کا انتظام شروع کر دیا۔ حبیب جو اُس وقت کم سن تھے ان کو جب رسُولِ کریمؐ کی دعوت کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے اپنے باپ سے خواہش کی کہ اس دعوت میں امام حسینؑ کو ضرور مدعو کیا جائے۔ مظاہرؑ نے کہا کہ مَیں نے انھیں بھی مدعو کیا ہے یہ سُن کر حبیب مسرور ہو گئے، پھر جب آنے کا وقت آیا تو حبیبؑ بن مظاہر نے کمال جوش و خروش میں بام خانہ پر جا کر امام حسینؑ کا انتظار کرنا شروع کیا اور اُن کے دیدار کے لئے

بے چین تھے اور اسی اضطراب و بے چینی میں بام خانہ سے گر کر راہیِ ملکِ عدم ہو گئے۔ مظاہر نے ان کی لاش کو پوشیدہ کر دیا تاکہ مہمان کو محسوس نہ ہو اور مہمان نوازی ٹھیک طرح ہو جائے۔ جب دسترخوان بچھایا گیا اور حبیبؑ دسترخوان پر نہ آئے تو امام حسینؑ نے پوچھا کہ حبیبؑ کہاں ہیں؟ اُن کے والد نے پہلے تو چھپانے کی کوشش کی، لیکن بالآخر بتانا پڑا، یہ سُن کر رسولِ کریمؐ اور امام حسینؑ سخت رنجیدہ ہوئے۔ اس کے بعد سرکارِ دو عالمؐ نے فرمایا کہ بیٹا حسینؑ دعا کرو، خداوندِ عالم تمہاری دُعا قبول کرے گا۔ چنانچہ اُنھوں نے دُعا کی اور خدا نے حبیبؑ کو دوبارہ زندگی دے دی۔ واضح ہو کہ یہ واقعہ اگرچہ عام تواریخ میں نہیں ہے۔ لیکن مقاتل میں پایا جاتا ہے۔ ہم نے اسے کتاب موسّع الغموم جلد اول صہ ۲۵۹ مطبوعہ سنہ ۱۲۹۳ھ سے لکھا ہے جس پر جنابِ شمس العلماء مفتی سید محمد عباس نبیرہ علامہ نعمت اللہؒ الجزائری کی تقریظ مرقوم ہے۔

شہیدِ ثالث علامہ نور اللہؒ شوشتری مجالس المومنین میں لکھتے ہیں کہ حبیبؑ بن مظاہر کو سرکارِ دو عالمؐ کی صحبت میں رہنے کا بھی شرف حاصل ہوا تھا۔ انھوں نے ان سے احادیث سُنی تھی۔ وہ علیؑ بن ابی طالبؑ کی خدمت میں رہے اور تمام لڑائیوں (جمل، صفین، نہروان) میں اُن کے شریک رہے۔ شیخ طوسیؒ نے امام علیؑ بن ابی طالب اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ سب کے اصحاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔

کتاب ابصار العین میں ہے کہ جناب حبیبؑ بن مظاہر بنی ...

رہنے والے تھے۔ مگر جب حضرت علیؑ نے مدینہ سے دارالخلافہ کوفہ کو منتقل کیا اور ترکِ مدینہ کرکے کوفہ تشریف لائے تو حبیبؓ بن مظاہرؓ بھی مدینہ سے کوفہ چلے آئے تھے۔

علامہ نور اللہ شوشتریؒ شہید ثالث مجالس المومنین میں لکھتے ہیں کہ حبیبؓ بن مظاہرؓ بہترین حافظِ قرآن تھے۔ وہ رات بھر میں قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ اُن کا اُصول تھا کہ نمازِ عشاء کے بعد قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے تھے اور طلوع سے پہلے ختم کر دیتے تھے۔

آپ امام حسینؑ کے بچپنے کے دوست تھے۔ آپ کو رسالت مآبؐ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ اصحابِ امیر المومنینؑ میں بھی تھے۔ آپ نے ہر اُس جنگ میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا جو آنحضرت صلعم کے بعد رونما ہوئی تھی جیسا کہ اُوپر گزرا۔

علامہ شیخ عباسؒ قمی بحوالہ رجال کشیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن مثیم تمار اپنے گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے، راستے میں جنابِ حبیبؓ ابن مظاہرؓ اسدی مل گئے اور دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے۔ اِس کے بعد اپنی اپنی راہ لگ گئے۔ روانگی کے وقت جنابِ حبیبؓ بن مظاہرؓ نے مثیم تمار سے کہا "فکانی بشیخ اصلح ضخم البطن یبیع البطیخ عند دار الرزق قد صلب فی حب اہل بیت نبیہ" کہ میں ایک ایسے بزرگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں جس کے سر پر بال نہیں ہیں، یعنی جس کا "چندلہ" صاف ہے اور اُس کی توند نکلی ہوئی ہے اور وہ دار الرزق میں خربوزہ بیچ

رہا ہے کہ اس کو محبتِ آلِ محمدؐ میں سُولی دے دی گئی ہے، یہ سُن کر جناب میثمؒ تمار نے کہا کہ بھائی میں بھی ایک ایسے عظیم شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ جو سرخ و سفید ہے اور اس کے ہونٹ بڑے ہیں کہ وہ فرزندِ رسُولؐ کی نصرت میں قتل کر دیا گیا ہے۔ "ویجال براسه فی الکوفه" اور اس کا سر کاٹ کر کوفہ میں پھرایا جا رہا ہے۔ ان دونوں عظیم بزرگوں کا مطلب یہ تھا کہ ایک دوسرے کو آئندہ کے حالات سے باخبر کر دیں۔

غرضیکہ ان دونوں نے مستقبل پر روشنی ڈال دی اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد اس مقام پر جو لوگ جمع تھے آپس میں کہنے لگے کہ یہ دونوں کتنے جھوٹے ہیں کہ ایک دوسرے کے متعلق بے سر وپا باتیں کر کے چلے گئے۔ یہ مجمع ابھی منتشر نہ ہونے پایا تھا کہ اتنے میں "رشیدؑ ہجری" آگئے، اور انھوں نے ان دونوں کی تائید کی، اس کے بعد وہ بھی روانہ ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد یہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ "ھذا واللہ اکذبھم" خدا کی قسم یہ تو اُن دونوں سے زیادہ جھوٹا ہے۔ پھر انھیں لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم ابھی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ہم نے "میثم تمار" کو عمرو حویث کے دروازے پر لٹکا ہوا اور حبیبؓ بن مظاہرؓ کے سر کو نوکِ نیزہ پر بلند دیکھا۔ "ورأینا کل ما قالوا" اور جو اُن دونوں نے کہا تھا اُسے ہم لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ (سفینۃ البحار ج ۱ ص ۲۰۳)

آپ نے کُوفہ میں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کا پُورا پُورا ساتھ دیا اور شہادتِ مُسلم کے بعد روپوش ہو کر چند دن کُوفہ میں رہے۔ پھر غیر معروف راستے

سے کربلا کو پا پیادہ روانہ ہو کر خدمت امام حسینؑ میں جا پہنچے۔ آقائے دربندی، اسرار الشہادت میں لکھتے ہیں کہ

فرزندِ رسولؐ سفر کوفہ کے ذیل میں جب مقام زرود پر پہنچے اور جنگل میں خیمے نصب کر دیئے گئے اور آپ کو اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلمؑ بن عقیل کی المناک خبر شہادت پہنچی اور معلوم ہوا کہ کوفہ کے رہنے والوں نے مکر کیا ہے۔ اس وقت اسی منزل پر امام علیہ السّلام نے بارہ نشان مرتب کئے، گویا اس وقت تک حسینی قافلہ کی مسافرانہ حیثیت تھی اور جنگ و جدل کا کوئی خیال نہ تھا۔ حضرت مسلمؑ کی خبر شہادت نے بتایا کہ دشمن برسرِ پیکار ہے اور اب مدافعت کا وقت آگیا ہے۔ نیز حضرت مسلمؑ قریب ترین رشتہ دار تھے آپ کی سنانی سُننے کے بعد ہاشمی خون میں انتقام کا جوش پیدا ہو جانا فطری امر تھا اور یہ بنائے مخاصمت پیدا ہو جانے کے بعد ضرورت تھی کہ انتقام کا پرچم لہرانے لگے۔ مگر انصارِ امام نے ابتدائے جنگ نہیں کی اور صبر و شکیب کے جادہ پر چلتے رہے۔ امام علیہ السّلام نے بارہ نشان ترتیب دے کر انصار کو حکم دیا کہ ایک ایک مجاہد آکر مجھ سے یہ نشان حاصل کرے، مجاہدین راہِ خدا ولولہ نصرت میں بڑھے اور رایات کی تقسیم شروع ہوئی۔ گیارہ عَلم گیارہ شخصوں کو دے دیئے اور بارھویں عَلم کو روک لیا، نشانوں کے پھریرے کا کھلنا تھا کہ انصاروں کے دلوں میں وَلولۂ جنگ پیدا ہو گیا اور انھوں نے خدمتِ امام میں عرض کی کہ حکم دیجئے تو ہم اس زمین سے چل پڑیں۔ امامؑ نے ارشاد فرمایا کہ ذرا صبر کرو، تاکہ آخری عَلم کا لینے والا بھی آجائے، اصحاب

نے عرض کی کہ اے مولا یہ عَلَم بھی ہم میں سے کسی کو دے دیجئے۔ حضرتؑ نے ذَلولۂ جنگ اور جوشِ جاں نثاری کو دیکھ کر دُعا دی اور فرمایا جلدی نہ کرو، اس عَلَم کا اٹھانے والا عنقریب پہنچ جائے گا۔ انصار چاہتے تھے کہ منزلِ شہادت تک جلد پہنچیں اور امام کا دل چاہتا تھا کہ جب تک دُور افتادہ حبیبؑ آکر شامل نہ ہو جائے قدم نہ بڑھائیں۔ ایک فوجی سپہ سالار کا فرض ہے کہ وہ تیار ہوئے بغیر نقل وحرکت نہ کرے۔ میمنہ لشکر کا انتظام کر چکے تھے اور آدمی بھیج کر راستے سے زہیر کو بُلا کر شامل کر چکے تھے۔ میسرہ بے سردار کے رہا جاتا تھا، فوراً قلم دوات طلب کر کے حبیب بن مظاہر کو خط لکھا۔ کُوفہ چونکہ اس منزل سے نزدیک تھا۔ اِس لئے اِس سے بہتر کوئی موقع نہ تھا کہ حبیب کو آنے کا موقع دیا جائے۔ اس خط کو حبیب کی سوانح عمری میں آبِ زر سے لکھنا چاہیئے اور اس سرفروش کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیئے۔ جس نے اِس پُرآشوب دَور میں حبیب تک خط کو پہنچایا۔

حسینؑ ابنِ علیؑ کا خط حبیبؑ ابنِ مظاہرؑ کے نام

من الحسین بن علی بن ابی طالب الی الرجل الفقیہ حبیب بن مظاہر اما بعد یاحبیب فانت تعلم قرابتنا من رسول اللہؐ وانت اعرف بنا غیرک وانت ذوشیمۃ وغیرۃ فلا تبخل علینا بنفسک یجاریک جدی رسول اللہ یوم القیامۃ"۔

(ترجمہ) یہ نامہ ہے حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے مردِ فقیہہ حبیبؑ بن مظاہر کے نام — اما بعد — واضح ہو کہ اے حبیب

تم خوب جانتے ہو جو قرابت ہم کو پیغمبرؐ خدا سے ہے اور تم اغیار سے زیادہ ہم کو پہچانتے ہو اور تم نیک سرشت غیرت دار انسان ہو، دیکھو جان دینے سے تجّل نہ کرنا، اس کی جزا تم کو میرے ناناؐ رسُولِ خداؐ قیامت میں دیں گے۔

حضرتؑ نے یہ خط قاصد کے حوالے کیا اور قاصد رات گئے کُوفہ پہنچا۔ حبیبؑ دستر خوان پر اپنی زوجہ کے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے، بی بی کے لُقمہ دفعتہ گلوگیر ہوا اور اس مومنہ نے تعجب سے کہا" اللہ اکبر" اس کے بعد بولی حبیب عنقریب کوئی خط آیا چاہتا ہے۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دروازے پر دستک دی گئی۔ حبیبؑ نے پُوچھا کون؟ قاصد نے جواب دیا" انا بریدا الحسینؑ"۔ یہ سُن کر جناب حبیبؑ فوراً باہر آئے۔ نامہ مُبارک کو لیا آنکھوں سے لگایا، سر پر رکھا، پھر اُسے پڑھا ؎

قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید
در حیرتم کہ جاں بکدامے کنم نثار

حبیبؑ نے خط پڑھتے ہی عزم بالجزم کر لیا، مگر وہ چاہتے تھے کہ ابن زیاد کے خوف میں اپنے ضمیر سے کسی کو آگاہ نہ کریں۔ مگر شاید قاصد کی صدا ان کے چچا زاد بھائیوں نے سُن لی اور فوراً ہی آ گئے اور کہا کہ شاید تم نصرتِ حسینؑ کے لئے خروج کرنے والے ہو، حبیبؑ نے مصلحت آمیز جواب دیا۔ ان کی بی بی نے پس پردہ سے دونوں بھائیوں کی گفتگو سُنی۔ اس مومنہ کو شُبہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حبیبؑ سعادت ابدی سے محروم رہ جائیں، اُس نے

پُوچھا حبیبؑ کیا ارادہ ہے، حبیبؑ نے خوف ابنِ زیاد کی وجہ سے کمزور سا جواب دیا۔ اُن کی بیوی نے جذبات سے مجبُور ہو کر کہا کہ میری چادر تم اوڑھ لو، حبیب نے کہا کہ مجھے تمہارا خیال ہے کہ تم میرے بعد کیا کرو گی؟ میں خاک پھانکوں گی، مگر تم نصُرت سے باز نہ رہو اور مجھے کوئی مصلحت آمیز جواب نہ دو، بلکہ تیاری کرو۔

حبیبؑ جب بی بی کا امتحان لے چکے اور اُسے مصائب برداشت کرنے پر بھرپُور آمادہ پایا تو اپنے اس جذبے کے تحت جو اُن کے دل میں تھا زوجہ کو دُعا دی اور روانگی کا بندوبست کیا۔ زوجہ نے عرض کی اے حبیبؑ میری بھی ایک آرزو ہے۔ پُوچھا وہ کیا، کہا کہ آپ کو خدا کی قسم جب امامؑ کے روبرو پہنچئے گا تو میری طرف سے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیجئے گا اور میری طرف سے تسلیم عرض کیجئے گا۔ حبیبؑ نے عرب کے رسم و رواج کے موافق "حبا وکرامۃ" کہہ کر اقرار کیا اور جلد جلد گھوڑے کو زین سے آراستہ کر کے غلام کو دے کر کہا کہ خبردار کسی کو اطلاع نہ ہو۔ فلاں مقام پر پہنچ کر میرا انتظار کرنا۔

حبیبؑ بن مظاہرؑ زوجہ سے رُخصت ہوئے اور اہلِ کُوفہ کے خوف سے گھر سے خفیہ نکل کر اس شان سے روانہ ہوئے جیسے اپنی زراعتوں پر جاتے تھے۔ درحقیقت حبیبؑ کا یہ سفر کشت عمل کے لئے تھا اس سے بہتر کھیتی نہ تھی کہ آخرت کی تحصیل ہو۔

حبیبؑ خفیہ راستہ طے کر رہے ہیں اور غلام انتظار کے لمحات بے چینی

سے گذار رہا ہے۔ حتیٰ کہ نلکے پر جیب پہنچ گئے تو یہ سُنا کہ غلام گھوڑے سے کہہ رہا ہے کہ اگر میرا آقا نہ آیا تو مَیں تجھ پر بیٹھ کر نبی زادے کی مدد کرونگا۔ گھوڑے نے جو یہ وَلولہ دیکھا تو اُس کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ جبیبؑ ہاتھ مل کر کہنے لگے۔ میرے ماں باپ فدا ہوں آپ پر اے فرزندِ رسُولؐ غلام بھی سر فروشی کی تمنا کرتا ہے تو آزاد کو نصرت کا زیادہ حق ہے۔ جبیبؑ نے غلام کو اس کے عقیدہ کی پختگی کی وجہ سے آزاد کر دیا۔ اس نے رو کر جواب دیا کہ اے میرے سردار خدا کی قسم میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ جب تک کہ خدمت امام میں نہ پہنچ لوں۔ اور نصرت امامؑ کر کے ان کے سامنے قتل نہ ہوں۔ حبیبؑ نے غلام کے کلام کو بڑے استحسان کی نظر سے دیکھا اور دُعا دی۔ مجُھے نہیں معلوم کہ غلام ساتھ رہا یا واپس کر دیا گیا۔ شہداکے سلسلۂ حالات میں اس کی شہادت کا تذکرہ نہیں ملتا، ممکن ہے جلیب نے اس کو واپس کر دیا ہو۔ غلام کا ساتھ ہونا تو تشنۂ تحقیق ہے۔ مگر یہ مُسلمہ حقیقت ہے کہ مسلمؑ بن عوسجہ اور حبیبؑ بن مظاہر مرکز پر ساتھ ساتھ پہنچے، یا تو کچھ دُور راہ طے کرنے کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ ہو گئے یا سرحد کوفہ ہی سے ساتھ ہو گیا تھا۔ لیکن مسلمؑ بن عوسجہ کی یہ ہمّت قابل داد ہے۔ کہ وہ اِس پُر آشوب راہ میں عیال کو لے کر چلے، تقریباً تمام مقاتل میں موجود ہے کہ مسلمؑ بن عوسجہ کی بیوی نے فرزند کو آلات حرب سے آراستہ کر کے میدان نبرد میں بھیجا اور باپ کے بعد یتیم بیٹا بھی اسلام کے کام آیا اور ان کے زن و فرزند کے ساتھ ہو جانے سے جلیب کی مشکلات میں یقیناً

اضافہ ہو گیا ہو گا۔

حبیبؑ گھوڑا سرپٹ دوڑاتے ہوئے خدمتِ امامؑ میں چلے وہاں ان کا بے چینی سے انتظار تھا۔ کوفہ کی طرف سے گرد اٹھی اور امام علیہ السلام نے بے ساختہ فرمایا کہ اس بارھویں نشان کا حق دار وہ آپہنچا۔ جب حبیبؑ کو انصارِ حسینؑ نے آتے دیکھا تو مسرت کی حد نہ رہی۔ حبیبؑ دُور ہی سے گھوڑے پر سے کود پڑے اور امام علیہ السلام کی خاکِ قدم پر بوسہ دیا اور آبدیدہ ہو کر امام علیہ السلام اور اصحاب پر سلام کیا، پھر امامؑ کی خدمتِ عالی میں اپنی زوجہ کا سلامِ شوق پہنچایا۔

حبیبؑ کے آنے سے سپاہ قلیل میں وہ رُوح دوڑ گئی کہ حرم سرا میں بھی خبر پہنچی۔ جنابِ زینب کبریٰؑ نے دریافت کیا کہ کون آیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ "حبیبؑ بن مظاہرؑ اسدی" یہ سُن کر خاتونِ قیامتؑ کی دُختر نے خادمہ کو بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے حبیبؑ کو سلام کہہ دو۔ حبیبؑ نے اس بے پناہ عزت کو دیکھ کر اپنے مُنہ پر طمانچے مارے اور سر پر خاک ڈالی اور کہا کہ "میرا بھی یہ مرتبہ کہ دخترِ امیر المومنینؑ ہمیں سلام کہیں"۔ (سوانح حیات حبیبؑ بن مظاہرؑ اسدی)۔

کربلا پہنچ کر آپ نے پوری کوشش کی کہ بنی اسد سے کچھ مددگار لے آئیں اور اس کے لئے آپ نے کافی جدوجہد کی، یہاں تک کہ ۹۰ آدمیوں کو تیار کر لیا۔ لیکن عمر سعدؒ کی مزاحمت سے امام حسینؑ تک نہ پہنچ سکے۔

شبِ عاشور ایک شب کی مُہلت کے لئے جب حضرت عباسؑ

عمرِ سعدؔ کی طرف گئے تھے تو حبیب ابنِ مظاہر بھی ان کے ہمراہ تھے ۔ نمازِ ظہر عاشورا کے موقع پر حصینؔ ابنِ نمیر کی بدکلامی کا جواب آپ ہی نے دیا تھا اور اس کے اس کہنے پر کہ "حسینؑ کی نماز قبول نہ ہوگی" آپ نے بڑھ کر گھوڑے کے مُنہ پر تلوار لگائی تھی ۔ اور بروایت ناسخ ایک ضرب سے حصینؔ کی ناک اڑا دی تھی ۔

آپ نے موقع جنگ میں کارِ نمایاں کئے تھے ۔ آپ اِذن جہاد لے کر میدان میں نکلے اور نبرد آزمائی میں مشغول ہو گئے ۔ یہاں تک کہ باسٹھ ۶۲ دُشمنوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے ۔

تاریخ میں ہے کہ حبیبؓ بن مظاہرؓ نے بڑی بے جگری سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ اسلام کی خاطر جنگ کی ۔ وہ اِس سلسلہ میں لوہے کے پہاڑوں سے ٹکرائے اپنے سینے سے نیزوں کا استقبال اور اپنے چہرے سے تلواروں کا خیر مقدم کیا ۔ انھیں امان اور دولت کا لالچ دیا جا رہا تھا ۔ مگر وہ یہ کہتے تھے کہ ہم اسلام کے لئے لڑ رہے ہیں ۔ اور رسُولِ کریمؐ کی خدمت میں سرخرُو ہونے کی سعی کر رہے ہیں ۔ ہمیں امان اور مال دُنیا کی ضرورت نہیں ہے ۔ ایک روایت میں ہے کہ حبیبؓ بن مظاہرؓ جب جنگ کے لئے نکلے تو کمال جاں نثاری سے خُوب ہنسے ۔ اس پر یزیدؓ بن حصین ہمدانی نے کہا ۔ یا اخی لیس ھذا ساعۃ ضحک ۔ اے بھائی یہ تو ہنسنے کا وقت نہیں ہے اور آپ ہنس رہے ہیں ۔ حبیبؓ بن

کا نہیں ہے۔ تو پھر بتاؤ کہ وہ کونسا وقت آئے گا۔ جو خوشی کا ہوگا۔ سُنو یہ تو بہت زیادہ خوشی کا وقت ہے، کیونکہ اس وقت تلواریں ہمارے گلے سے ملیں گی اور ہم حور العین کو گلے لگائیں گے۔ (سفینۃ البحار ج ا ص ۲۰۴)

مؤرخین کا کہنا ہے کہ بدیل ابنِ حریم عفقائی نے آپ پر تلوار لگائی، اور بنی تمیم کے ایک شخص نے نیزہ مارا اور حصین لعہ بن نمیر نے سر پر تلوار لگائی اور آپ گھوڑے سے گر پڑے۔ اس وقت ایک تمیمی نے سر کاٹ لیا۔

حبیبؑ کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام نے انتہائی دردانگیز لہجہ میں کہا: "اے حبیبؑ خدا تم پر رحمت نازل کرے، میں تم کو اور اپنے اصحاب کو خدا سے لوں گا۔

مائتیں صفحہ ۲۰۴ میں ہے کہ حبیبؑ ابن مظاہرؑ کا قاتل بدیل لعہ ابن حریم ہے۔ یہ ابنِ زیاد سے ایک سو درہم انعام لے کر جب روانہ ہو رہا تھا، تب اس نے ابنِ زیاد سے حبیبؑ کا سر مانگ لیا اور اُسے گھوڑے کی گردن میں لٹکا کر مکہ معظمہ پہنچا۔ یہاں حبیبؑ کے ایک فرزند سے ملاقات ہوگئی۔ اُنھوں نے پتھر مار کر بدیل کو قتل کر دیا، اور اپنے باپ کے سر کو لے کر مقام معلیٰ میں جو اب "راس الحبیبؑ" کے نام سے مشہور ہے، دفن کر دیا۔

(۵۷)

ابو ثمامہ عمروؓ بن عبداللہ الصیدادی

آپ کا پورا نام عمرؓو بن عبداللہ بن کعب بن شرجیل بن شراحیل

بن عمر بن خثیم بن حاشد ابنِ جشم بن خیرون بن عوف ابن ہمدان الصائدی الصیدادی تھا اور کنیت ابو ثمامہ تھی۔

آپ تابعی تھے، آپ کا شمار حضرت علیؑ کے صحابہ میں تھا۔ آپ نے حضرت علیؑ کے ساتھ تمام جنگوں میں شرکت کی تھی۔ آپ بڑے شہسوار اور شیعوں میں بڑی عظمت و شوکت کے مالک تھے۔ امیر المومنینؑ کے بعد امام حسینؑ کی خدمت میں رہے۔

حضرت مُسلمؑ ابن عقیلؑ جب کوفہ تشریف لائے تو آپ نے اُن کی پوری امداد کی۔ اُن کے لئے اسلحہ خریدے اور دارالامارہ پر حملہ میں بنی تمیم و ہمدان کی قیادت کی۔ حضرت مُسلمؑ کی شہادت کے بعد آپ چند یوم روپوش رہے پھر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

کربلا پہنچنے کے بعد ابنِ سعد نے کثیر ابنِ عبداللہ شعبی کے ذریعہ سے امام حسین علیہ السّلام کے پاس ایک پیغام بھیجا۔ قاصد چاہتا تھا کہ ہتھیار لگائے۔ امام حسینؑ سے ملے۔ مگر ابو ثمامہؑ نے اس کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ اور وہ بغیر پیغام پہنچائے واپس چلا گیا۔

نمازِ ظہر کے لئے آپ نے عین ہنگامہ کارزار میں امام حسین علیہ السّلام سے درخواست کی کہ نماز جماعت ہونی چاہیئے۔ چنانچہ امام مظلومؑ نے نماز پڑھائی۔ پھر جنگ کے موقع پر آپ نے کمال دلیری سے شمشیر زنی کی۔ بالآخر آپ کے چچازاد بھائی قیسؑ ابن عبداللہ الصائدی نے آپ کو شہید کر دیا۔

(۵۸)

انیسؑ بن معقل الاصبحی

آپ آلِ محمدؐ کے جاں نثار اور خاص دوستداروں میں تھے۔ یوم عاشورؑ آپ نے اِذن جہاد حاصل کیا اور میدان میں آکر نہایت دلیری اور بہادری سے لڑے۔ آپ نے دس دُشمنوں کو قتل کرنے کے بعد شہادت پائی۔

(۵۹)

جابرؑ ابنِ عروۃ الغفاری

آپ صحابی رسُولؐ تھے۔ آپ نے سرورِ کائناتؐ کی موجودگی میں جنگِ بدر وحنین وغیرہما میں شرکت کی تھی۔ آپ نہایت کبیر السن اور ضعیف تھے۔ کربلا میں یوم عاشُورا جب نبرد آزمائی کے لئے نکلے تو آپ نے عمامہ سے کمر اور ایک کپڑے سے اپنی پلکوں کو اُٹھا کر باندھ لیا تھا۔ اذنِ جہاد کے بعد زبردست جنگ کی، اور ساٹھ آدمیوں کو قتل کر کے خود شہید ہو گئے۔

(۶۰)

سالمؑ مولی عامر العبدی

آپ اپنے مالک عامر بن مسلم عبدی کے ہمراہ مکہ معظمہ میں حاضر خدمت

امام حسینؑ علیہ السلام ہوئے۔ آپ کے مالک جناب عامرؓ حضرت امیر المومنینؑ کے شیعوں میں سے تھے، اور بصرہ کے رہنے والے تھے۔ مکہ سے امام حسینؑ علیہ السلام کے ہمراہ رہے اور کربلا میں اپنے مالک کی معیت میں شہید ہوئے۔

(۶۱)

جنادہؓ ابنِ کعب الخزرجی

آپ کا پورا نام جنادہؓ بن کعب بن الحرث الانصاری الخزرجی تھا۔ آپ قبیلۂ خزرج کی یادگار تھے۔ آلِ محمدؐ کی محبت کا شرف رکھتے تھے۔ مکہ معظمہ میں جاکر امام حسینؑ علیہ السلام کے ہمراہ ہوگئے تھے۔ آپ کے اہل و عیال آپ کے ہمراہ تھے۔ یوم عاشورا آپ نے اٹھارہ دشمنوں کو قتل کیا اور خود اسلام پر قربان ہوکر بارگاہِ محمدؐ و آلِ محمدؐ میں سرخرو ہوگئے۔

(۶۲)

عمرؑ بن جنادہ الانصاری

آپ اپنے والدِ ماجد جنادہؓ کے ہمراہ مکہ معظمہ ہوتے ہوئے کربلائے معلیٰ پہنچے۔ آپ کم سن تھے، آپ کی مادرِ گرامی بھی ساتھ ہی تھیں۔ جناب جنادہؓ کی شہادت کے بعد ماں نے بیٹے کو آلاتِ حرب سے آراستہ کرکے اذنِ جہاد کی خاطر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ امام حسینؑ نے فرمایا، بیٹے ابھی ابھی تمہارے باپ نے شہادت پائی ہے۔ میں تمہیں میدان

کی اجازت دے کر کیسے تمہاری ماں کو ناراض اور رنجیدہ کر سکتا ہوں۔ اس نے عرض کی مولا! مجھے میری ماں نے تیار کر کے بھیجا ہے۔ اس کے بعد امام حسینؑ نے جنگ کی اجازت دی اور عمرؓ ابنِ جنادہؓ میدان میں جاکر شہید ہو گئے۔

آپ کی شہادت کے بعد دشمنوں نے آپ کا سر کاٹ کر خیامِ حسینی کی طرف پھینکا۔ عمرؓ بن جنادہ کی ماں نے سر کو اُٹھا کر آنکھوں پر بوسہ دیا اور پھر اُس کو واپس پھینک کر قاتل کے سینہ پر دے مارا، اور وُہ قتل ہو گیا۔

۶۳

جنادہ بن الحرث السلمانی

آپ قبیلہ مدحج کی ایک شاخ مراد کے بامُراد فرزند تھے۔ آپ کو سلمانی خاندان کے اعتبار سے کہا جاتا تھا۔ آپ کُوفہ کے رہنے والے اور آلِ محمدؐ کے دوستداروں میں سے تھے۔ آپ کی شیعیت بہت مشہور تھی، اور آپ حضرت علی علیہ السلام کے اصحابِ خاص میں سے تھے۔

آپ نے جنابِ مسلمؑ بن عقیل کی کوفہ میں پوری رفاقت کی، اور اُن کی حمایت میں اپنا فریضہ ادا کیا۔ پھر وہاں سے رات کے وقت روانہ ہو کر خدمتِ امام حسینؑ میں ہوئے اور تاحیات ساتھ رہے۔

کربلا میں یومِ عاشورا نہایت دلیری کے ساتھ جنگ کی اور نرغہ میں گھر گئے۔ آپ کو بچانے کے لئے حضرت عباسؑ تشریف لے گئے اور

بجا کر واپس لائے۔ پیاس کے غلبہ نے بے چین کر رکھا تھا۔ پھر دوبارہ میدان میں جا کر شہید ہو گئے۔

(۶۴)

عابسؑ ابنِ شبیب الشاکری

آپ کا پورا نام اور نسب عابسؑ ابنِ ابی شبیب بن شاکری بن ربیعہ بن مالک بن صعب بن معاویہ بن کثیر بن مالک بن جشم بن حاشد ہمدانی شاکری تھا۔ آپ قبیلۂ بنی شاکر کی یادگار تھے۔

آپ نہایت بہادر، رئیس، عابد شب زندہ دار اور امیر المومنینؑ کے مخلص ترین ماننے والوں میں تھے۔ آپ کے قبیلہ بنی شاکر پر امیر المومنینؑ کو بڑا اعتماد تھا۔ اسی وجہ سے آپؑ نے جنگِ صفین میں فرمایا تھا کہ اگر قبیلۂ بنی شاکر کے ایک ہزار افراد موجود ہوں تو دُنیا میں اسلام کے سوا کوئی مذہب باقی ہی نہ رہے۔

جب جناب مسلمؑ بن عقیل کوفہ پہنچے تھے تو آپ نے سب سے پہلے تعاون کا یقین دلایا تھا اور ان کے کوفہ کے دورانِ قیام میں ان کی پوری مدد کی تھی۔ پھر جنابِ مسلم کا خط لے کر مکہ معظمہ امام حسینؑ کے پاس گئے اور انھیں کے ہمراہ کربلائے معلّٰی پہنچے۔

یومِ عاشورا جب آپ میدان میں تشریف لائے اور مبارزطلبی کی۔ تو کوئی بھی آپ کے مقابلہ کے لئے نہ نکلا۔ بالآخر آپ پر اجتماعی طور پر

پتھر اڈ کیا گیا، پھر بے شمار افراد نے مِل کر حملہ کر کے شہید کر دیا۔ اس کے بعد سر کاٹ لیا۔

(۶۵)

شوذب ابنِ عبداللہ الہمدانی

آپ جنابِ عابس شاکری کے غلام اور بڑے بہادر۔ زبردست شہسوار اور نمودار شیعہ تھے۔ آپ حضرت امیرالمومنینؑ سے احادیث کی روایت کیا کرتے تھے۔

آپ اپنے مالک جناب عابسؑ کے ساتھ جب کہ وہ خطِ مسلمؑ بن عقیلؑ لے کر مکہ تشریف لے گئے انھیں کے ہمراہ مکہ معظمہ گئے اور تا کربلا ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ یومِ عاشورا نہایت دلیری کے ساتھ اسلام پر قربان ہو گئے۔

(۶۶)

عبدالرحمٰن ابن عروۃ الغفاری

آپ کا پورا نام عبدالرحمٰنؑ عروۃ بن حُراق الغفاری تھا۔ آپ کوفہ کے شرفاؑ میں سے تھے۔ آپ نہایت شجاع اور بڑے بہادر تھے۔ ان کے دادا حراق اصحابِ امیرالمومنینؑ میں سے تھے۔ اُنھوں نے جنگِ جمل وصفین ونہروان میں حضرت علیؑ کے ہمراہ ہو کر جنگ کی تھی۔ کربلا میں امام حسین

آپ کوفہ سے نکل کر حرؑ کے رسالہ سے پہلے امام حسینؑ علیہ السلام سے جا ملے تھے اور کوفہ کے تمام حالات سے آپ کو باخبر کیا تھا۔ حرؑ کے لشکر کے آجانے کے بعد ابنِ زیاد نے ایک خط مالک بن نسر کندی کے ذریعہ حرؑ کو بھیجا تھا۔ ابنِ نصر خط دے کر اور جواب لے کر جانے ہی والا تھا کہ آپ نے اُس سے ملاقات کر کے اُس کے طرزِ عمل پر اظہارِ افسوس کیا۔ اُس نے اطاعتِ یزیدؔ ملعون کا حوالہ دے کر انھیں خاموش کرنا چاہا۔ لیکن آپ نے اُس کے جواب میں کہا کہ یزیدؔ لعین کی اطاعت خدا کی ناراضی سے نہیں بچا سکتی۔ تجھے خدا اور رسولؐ کو منہ دکھانا ہے۔

یومِ عاشورا آپ میدانِ کارزار میں آئے اور نہایت بے جگری سے لڑنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے گئے اور آپ زمین پر آرہے۔ اُس وقت آپ کے ترکش میں سو تیر تھے آپ نے انھیں لشکرِ کفار کی طرف پھینکا جس کے نتیجہ میں ۹۵ دشمن ہلاک ہوئے۔ یعنی صرف پانچ تیر خالی گئے۔ آپ کے ہر تیر کے ساتھ امام حسینؑ دعائے کامیابی دیتے تھے۔

تیروں کے ختم ہو جانے کے بعد آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور تلوار سے حملے کرنے لگے۔ یہاں تک کہ درجۂ شہادت حاصل کر لیا۔

(۶۹)

ابو عمرو نہشلی

آپ عابدِ شب زندہ دار، نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کو

محبت آلِ محمدؐ میں بے انتہا شغف تھا، آپ فنونِ جنگ سے بہت زیادہ آگاہ تھے۔

یومِ عاشورا آپ نے شیرِ گرسنہ کی طرح بے شمار حملے کئے اور بے انتہا لوگوں کو فنا کے گھاٹ اُتارا۔ بالآخر آپ کو دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور ہر قسم کے حملے آپ پر کرنے لگے۔ یہاں تک کہ قبیلہ بنی ثعلبہ کے ایک بدبخت عامر لعین بن نہشل نے آپ کو شہید کر دیا۔

۷۰

جندب بن حجیر الخولانی الکندی

آپ اپنے قبیلہ کے چشم و چراغ تھے۔ محبت آلِ محمدؐ میں بڑا اچھا مقام رکھتے تھے۔ آپ کا شمار معزز اور نمودار شیعوں میں تھا۔ آپ کو امیر المومنینؑ کے اصحاب میں بھی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ امام حسینؑ کی مدد کے لئے اپنے وطن سے چل کر آئے تھے۔ آپ حُرؓ کے پہنچنے سے پہلے پہنچ کر حضرتؑ کے ہمرکاب ہو گئے تھے، اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں ہمہ تن مشغول رہے۔

یومِ عاشورا آپ نے کمال دلیری کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کیا تھا۔ آخر کار فرزندِ رسولؐ کی حمایت میں جنت کے راستے پر جا لگے تھے، اور شرفِ شہادت حاصل کر کے بارگاہِ رسولؐ میں سُرخرو ہو گئے۔

---

(۷۱)

سلمانؑ بن مضارب الانماری

آپ کا پورا نام سلمانؑ بن مضارب بن قیس الانماری البجلی تھا۔ آپ زہیر قین کے حقیقی چچازاد بھائی تھے۔ آپ نہایت دلیر اور بہت اچھے جانباز تھے۔

سنہ ۶۰ ہجری میں زہیرؑ قین کے ہمراہ آپ بھی حج کو گئے تھے، اور زہیرؑ قین کے ساتھ ہی شرفِ ملاقات امام حسینؑ سے مشرف ہوئے تھے۔ مکّہ سے روانہ ہو کر جس جگہ سے شرف خدمت حاصل کیا تھا، اُسی جگہ یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ امامِ حسینؑ کا اب ساتھ چھوڑنا نہیں ہے۔ چنانچہ آپؑ ہمرکاب رہے اور یوم عاشورا بعد نمازِ ظہر شرفِ شہادت سے مشرف ہو کر امامِ حسین کی دکھیا ماں حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی نظروں میں ممتاز ہو گئے۔

(۷۲)

مالکؑ ابنِ عبداللہ الجابری

آپ کا نامِ نامی مالکؑ بن عبداللہ بن سریع بن جابر الہمدانی الجابری تھا۔ قبائلِ ہمدان سے بنی جابر بھی ایک قبیلہ ہے۔ جنابِ مالک ابنِ عبداللہ اسی قبیلۂ جابر سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نہایت بہادر اور انتہائی منصف مزاج تھے۔ آلِ محمدؐ کی محبت آپ کے دل میں بھری ہوئی تھی، اور اہلِ بیت رسولؐ

کی خدمت کو آپ اپنا فریضہ جانتے تھے۔

یومِ عاشورا سے پہلے آپ امامِ حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ صبحِ عاشور سے آپ ہنگامہ کارزار میں بار بار دوڑ دھوپ کرنے کے بعد باچشمِ گریاں حاضرِ خدمت ہو کر عرض پرداز ہوئے، مولاؑ! اب اجازتِ جہاد دیجیے امامِ حسینؑ نے فرمایا، میرے بھائی گریہ مت کرو۔ عنقریب تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ مالک ابن عبداللہ نے عرض کی۔ مولا، ہم آپؑ کی بے لبسی، بے کسی اور آپ کے بچوں کی انتہائی پیاس کی وجہ سے گریہ کرتے ہیں۔ مولاؑ اس کے سوا اور کوئی چارہ ہمارے پاس نہیں کہ ہم آپ پر اپنی جان نثار کر دیں۔ الغرض امامؑ نے اجازت دی اور آپ رزمگاہ میں پہنچ کر نبرد آزما ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ گھوڑے سے گرے اور امام حسینؑ کو باآوازِ بلند سلام کیا، آپ نے جوابِ سلام کے بعد فرمایا" ونحن خلفك" میرے وفادار بہادرو۔ تم ناناؐ کی خدمت میں چلو۔ میں تمہارے پیچھے بہت جلد آ رہا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اٹھارہ بنی ہاشم کی قربانیاں

کارزارِ کربلا میں امام حسینؑ علیہ السلام کے اصحاب باصفا اور موالیانِ باوفا کے بعد آپؑ کے اعزاءؑ، اقرباءؑ، برادرانؑ اور اولاد اسلام پر بھینٹ چڑھنا شروع ہو گئے اور انھوں نے اپنی بے نظیر قربانیوں سے اسلام کو سدا بہار بنا دیا۔

۱

عبداللہؑ ابن مسلمؑ

آپ حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ "شہید کوفہ" کے فرزند حضرت امام حسینؑ شہیدِ کربلا کے بھانجے اور امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے نواسے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی "رُقیہؑ" اور نانی کا نام نامی صہبا بنت عباد بن ربیعہ بن یحییٰ بن عبداللہ بن علقمہ تھا۔ آپؑ قبیلہ بنی ثعلبتہ کی ایک معزز فرد تھیں۔ آپ کی کنیت امِ حبیبتہ تھی۔

آپؑ نے کربلا کے میدان میں اصحاب کے بعد سب سے پہلے اپنے کو اسلام پر قربان کیا ہے۔ آپؑ یوم عاشورا حضرت امام حسینؑ علیہ السلام

سے رُخصت لینے کے بعد میدانِ جنگ میں پہنچے اور رجز پڑھ کر حملہ کناں ہوئے۔ آپؑ نے انتہائی عطش کے باوجود تین زبردست حملے کئے جن میں نوے دُشمنوں کو قتل کیا۔ دورانِ جنگ میں عمرؔ ابن صبیح صیداوی نے آپ کی پیشانی کو تیر سے تاکا۔ آپؑ نے بمقتضائے فطرت ہاتھ پیشانی پر رکھ دیا۔ تیر اس طرح لگا کہ آپ کا ہاتھ پیشانی سے پیوست ہو گیا۔ اس نے پھر ایک اور تیر مارا۔ آپ زمین پر تشریف لائے اور شہادت پائی۔

۲

محمدؑ ابنِ مسلمؑ

عبداللہؑ ابنِ مسلمؑ بن عقیلؑ کو خاک و خون میں لوٹتے ہوئے اُنکے بھائی محمدؑ بن مسلمؑ نے دیکھا، یہ سماں دیکھ کر آپ بے چین ہو گئے اور امام حسینؑ سے فوراً اذنِ جہاد لینے کے بعد میدان میں جا پہنچے۔ آپؑ نے وہاں پہنچ کر متعدد حملے کئے اور کئی دُشمنوں کو فنا کے گھاٹ اُتار کر خود جامِ شہادت نوش کر لیا۔ آپ کو ابو جرہم ازدی اور لقیطؔ ابنِ ایاس جہنی نے قتل کیا ہے۔

۳

جعفرؑ بن عقیلؑ

آپ حضرت عقیلؑ بن ابی طالبؑ کے فرزند تھے۔ آپؑ کی والدہ "خوصا" بنت عمرو بن عامر بن ہصان بن کعب بن عبد بن ابی بکر ابن کلاب عامری

تھیں اور آپ کی نانی ربطہ بنت عبداللہ بن ابی بکر تھیں۔

آپؑ یومِ عاشورا اِذن جہاد لے کر میدان میں پہنچے اور آپؑ نے دشمنوں پر زبردست حملہ کیا، تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد پندرہ ۱۵ دشمنوں کو فنا کے گھاٹ اُتار دیا۔ بالآخر بشرؑ ابن خوط کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

۴

عبدالرحمٰنؑ بن عقیلؑ

آپؑ حضرت عقیلؑ بن ابی طالبؑ کے بیٹے تھے۔ آپؑ اذنِ جہاد لے کر میدان میں تشریف لے گئے اور کمال عطش کے باوجود آپؑ نے سترہ ۱۷ دُشمنوں کو قتل کیا۔ بالآخر بدست عثمانؑ بن خالد ابنِ اثیم جہنی اور بشر ابنِ خوط ہمدانی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

۵

عبداللہ ابنِ عقیلؑ

آپ یومِ عاشورا اِذن جہاد لے کر میدانِ جنگ میں تشریف لائے آپ نے زبردست جنگ کی اور بہت سے دُشمنوں کو قتل کر ڈالا۔ آپ کو چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیر لیا۔ آخرکار آپ عثمان بن خالد ملعون کے ہاتھوں راہیِ جنت ہوئے۔

(۶)

موسیٰؑ ابنِ عقیلؑ

آپ حضرت عقیل ابن ابی طالبؑ کے فرزند تھے۔ یومِ عاشورا اِذنِ جہاد لے کر میدان میں آئے۔ ستر دُشمنوں کو قتل کر کے سرورِ کائنات کی بارگاہ میں جا پہنچے۔

(۷)

عونؑ بن عبدُاللہؑ بن جعفرؑ

آپ جنابِ عبدؒاللہ کے بیٹے اور حضرت جعفرِؑ طیار کے پوتے تھے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السّلام کے نواسے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جنابِ زینبؑ کبریٰ اور نانی حضرت فاطمۃ الزہراؑ تھیں۔

حضرت امام حسینؑ علیہ السّلام جب مکہ معظمہ سے بقصد عراق روانہ ہوئے تھے تو جنابِ عبداللہ نے مدینہ سے ایک عریضہ ارسال کیا تھا جس میں مرقوم تھا کہ آپؑ عراق کا سفر اختیار نہ کریں۔ کوفہ کے باشندے ہمیشہ بے وفا ثابت ہوئے ہیں۔

عبدؒاللہ ابنِ جعفرؑ نے یہ خط عونؑ و محمدؑ کے ہاتھوں بھیجا تھا۔ صاحبزادے منزل عقیق میں امام حسین علیہ السّلام سے ملے۔ عبداللہؓ نے حاکم مدینہ سے امام حسینؑ کے لئے ایک امان نامہ بھی لکھوالیا تھا جسے حاکمِ مدینہ کے بھائی

یحییٰ کے ذریعہ ارسال کیا اور خود بھی بروائتے منزلِ ذاتِ عراق میں امامِ حسینؑ سے جاملے۔

امام حسینؑ نے عبداللہ ابنِ جعفرؓ کی سعی کے جواب میں نانا کا خواب پیش فرمایا، اور مدینہ جانے سے انکار کر دیا۔

عبداللہ ابنِ جعفرؓ جو اُس وقت علیل تھے، انھوں نے اپنے دونوں بیٹوں عونؓ و محمدؓ کو امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں چھوڑ دیا اور انھیں امام حسینؑ پر جاں نثاری کی ہدایت کر کے چلے گئے۔

عونؓ و محمدؓ امام حسینؑ کی خدمت میں رہے اور صبح عاشورا اسلام پر قربان ہو گئے۔

مورخین کا بیان ہے کہ جب عونؓ بن جعفرؓ میدان میں آئے تو رجز کے اشعار پڑھے۔ جس میں انھوں نے کہا کہ میں شہید اسلام حضرت جعفرؓ طیّار کا پوتا ہوں، جنھیں خدا نے جنت میں پرواز کے لئے دو زمرّدین پر عطا کئے ہیں۔ اس کے بعد آپؑ نے حملے شروع کر دیئے۔ آپ نے کمسن اور بے انتہاء پیاسے ہونے کے باوجود ۳۰ سوار اور اٹھارہ پیادوں کو واصلِ جہنّم کیا۔ آخر کار عبداللہ ابنِ قطنہ بنھانی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ آپؑ کی شہادت کے سلسلہ میں جناب زینبؑ کے تاثرات کتاب "ذکر العباسؑ" مطبوعہ لاہور میں ملاحظہ کئے جائیں۔ تاریخ میں ہے کہ عبداللہؓ بن جعفرؓ کو جب مدینہ میں آپ کی خبرِ شہادت پہنچی، تو آپؑ نے خدا کا شکر کیا کہ میری قربانی بارگاہِ خداوندی میں قبول ہو گئی۔ تعزیت کے سلسلے میں

جب اہل مدینہ جمع ہوئے تو جناب عبداللہ کے غلام و ملازم ابواللاس نے کہا
کہ ہمارے گھر پر ان بچوں کے قتل کی مصیبت امام حسینؑ کی وجہ سے آئی ہے۔
یہ سن کر عبداللہؓ رونے لگے اور انھوں نے غلام کو جوتی سے مارا، اور کہا، افسوس
کہ میں حاضر نہ تھا ورنہ میں اپنی قربانی پیش کر کے بارگاہ رسالتؐ میں سرخرو ہوتا۔

(۸)

محمدؒ بن عبداللہ بن جعفر طیار

آپ جناب عبداللہ کے فرزند اور حضرت جعفرؑ طیار کے پوتے تھے۔
آپ کی ماں کا نام میری تحقیق کے مطابق حضرت زینبؑ تھا۔ آپ اپنے
بھائی عونؑ بن جعفرؑ کے بعد میدان میں تشریف لائے، اور دشمنوں سے نبرد
آزما ہوئے۔ کمسنی، اور پھر اس پر پیاس کا غلبہ۔ لیکن آپ کی جلالت کا اسی
سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایسی نازک حالت میں بھی آپؑ نے دس دشمنوں
کو قتل کیا۔ آپ نبرد آزمائی میں مشغول تھے کہ دشمنوں نے چاروں طرف سے
آپ کو گھیر لیا۔ بالآخر آپ عامرؒ ابن نہشل ملعون کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

(۹)

عبداللہ الاکبر (عرف عمرو) ابن الحسنؑ

آپ حضرت امام حسن علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ آپؑ کی کنیت
ابوبکر تھی۔ آپ کی مادر گرامی کا نام رملہ اور بروائتے نفیلہ تھا۔ آپؑ میدان

میں تشریف لائے اور زبردست حملے کئے۔ بالآخر آپ استی آدمیوں کو قتل کر کے بدستِ عبداللہ بن عقبہ غنوی شہید ہو گئے۔

۱۰

قاسمؑ بن الحسنؑ

آپؑ امام حسن علیہ السلام کے فرزند اور امام حسین علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے۔ آپؑ کی والدہ رملہ تھیں۔ آپ یوم عاشورا امامِ حسینؑ سے باصرار تمام اجازت حاصل کر کے میدان میں پہنچے۔ آپؑ جوان رعنا اور نہایت بہادر تھے۔ آپ نے میدانِ جنگ میں پہنچ کر ایسی جنگ کی کہ دشمنوں کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ آپ کے مقابلہ میں کئی پہلیتن دشمن آئے لیکن آپؑ نے اپنے شیرانہ و دلیرانہ حملوں سے ایک کو بھی بچ کر نہ جانے دیا۔ ازرقِ شامی جیسے بہادر کو آپؑ نے اِس طرح پچھاڑا کہ لوگ حیران رہ گئے۔ بالآخر آپؑ کو چاروں طرف سے گھیر کر گھوڑے سے گرا دیا۔ آپؑ پر جس کا زیادہ کاری وار لگا وہ عمیرؔ بن نفیل ازدی تھا۔

مورخین کا بیان ہے کہ آپؑ کا جسم مبارک زندگی ہی میں پامالِ سُمِ اسپاں ہو گیا تھا۔ میرے نزدیک کربلا میں عقدِ قاسمؑ کی روایت درست نہیں ہے۔

۱۱

عبداللہ ابن الحسنؑ

آپ حضرت امام حسنؑ کے صاحبزادے تھے۔ آپؑ کی والدہ بنتِ شلیل

بن عبداللہ بجلی بھتیں۔ شلیل صحابی رسولؐ تھے۔ کربلا میں آپ کی عمر حدِ بلوغ تک نہ پہنچی تھی۔ آپ میدان میں تشریف لائے اور زبردست جنگ کی۔ بالآخر ۱۴ دشمنوں کو قتل کر کے بدست ہانی ابنِ شیبث خضرمی شہید ہو گئے۔

ایک روایت کی بناء پر آپ کی شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ آپ نے امام حسینؑ کو گردابِ مصائب میں دیکھ کر اُن کی حمایت کا ارادہ کیا، اور ایک چوب خیمہ لے کر میدان کو روانہ ہوئے۔ مخدراتِ عصمت نے ہر چند آپ کو روکا، مگر آپ نکل ہی گئے۔ میدان میں پہنچ کر آپ امام حسینؑ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے۔ بحرؔ لعنؔ ابنِ کعب نامی دشمن نے امام حسینؑ پر تلوار چھوڑ دی اور عبداللہؑ نے اپنے ہاتھوں پر روکا، جس کے نتیجہ میں آپ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔

۱۲

عبداللہؑ بن علیؑ

آپ بطن جناب اُم البنینؑ سے حضرت علیؑ کے بیٹے اور حضرت عباسؑ علمدار کربلا کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ جنابِ عباس کی ہدایت کے بموجب یومِ عاشورا کربلا میں نبرد آزمائی کے لئے نکلے اور زبردست جنگ کر کے بدستِ ہانی لعینؔ بن ثبیث حضرمیِ ملعون شہید ہوئے۔

(۱۳)

عثمانؑ بن علیؑ

آپؑ بھی حضرت عباس علیہ السلام کے چھوٹے بھائی تھے۔ عاشورا کے دن حسب ہدایت حضرت عباسؑ آپ بھی نبرد آزما ہوئے، اور نہایت زبردست جنگ کر کے قوم مخالف میں ہلچل مچادی۔ آخرکار خولی شقی نے پیشانی اقدس پر ایک تیر مار کر آپؑ کو نڈھال کر دیا اور قبیلہ ابان بن دارم کے ایک شخص نے تلوار سے شہید کر دیا۔

شہادت کے وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔ آپ کا نام حضرت علیؑ نے عثمانؓ بن مظعون کے نام پر رکھا تھا۔

(۱۴)

جعفرؑ بن علیؑ

آپؑ بھی حضرت عباس علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے علمدار کربلا کی حسب خواہش و ہدایت آپ بھی یوم عاشورا امام حسین علیہ السلام پر قربان ہونے کے لئے برآمد ہوئے۔ میدان میں پہنچ کر آپؑ نے زبردست جنگ کی اور بہت سے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ بالآخر آپ بدست خولیؑ بن یزید و بروائتے ہانی ابن ثمیت الحضرمی شہید ہو گئے۔

شہادت کے وقت آپ کی عمر ۲۱ سال کی تھی۔ آپ کا نام امیرالمومنینؑ

نے جعفر طیار کی یادگار میں جعفرؑ رکھا تھا۔

(۱۵)

علمدار کربلا عباسؑ ابن علیؑ

ان بہادرانِ بنی ہاشم کی شہادت کے بعد حضرت علی اکبرؑ نے میدان میں جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت عباسؑ نے فرمایا۔ آقازادے یہ ناممکن ہے کہ میں زندہ رہوں اور تم دُنیا سے رُخصت ہو جاؤ۔

آپؑ طلب رخصت اور حصول اِذن کے لئے خدمتِ سرکار حسینیؑ میں حاضر ہوئے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ تم سکینہؑ کی پیاس کا بندوبست کرو آپؑ مشکیزہ اور علم لے کر میدان میں تشریف لے گئے اور کارِ نمایاں کر کے پانی کی جدوجہد میں شہید ہوئے۔ آپؑ کے تفصیلی واقعات کے لئے ملاحظہ ہو کتاب " ذکر العباسؑ " مؤلفہ حقیر مطبوعہ لاہور۔

آپؑ کے مختصر حالات یہ ہیں کہ آپ ۴ر شعبان ۲۶ھ مطابق ۱۸ر مئی ۶۴۷ء یوم سہ شنبہ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپؑ امام حسینؑ کے مستقل علمبردارِ لشکر تھے۔ آپؑ کو کربلا میں جہاد کی اجازت نہیں دی گئی۔ صرف پانی لانے کا حکم دیا گیا تھا۔ آپؑ کمال وفاداری کی وجہ سے نہر فرات میں داخل ہو کر پیاسے برآمد ہو گئے تھے۔ آپ کا داہنا ہاتھ خیمہ میں پانی پہنچانے کی سعی میں زید ابن ورقا کی تلوار سے کٹا تھا اور بایاں ہاتھ حکیم ابن طفیل نے کاٹا تھا۔ مشکیزہ پر تیر لگنے سے سارا پانی بہہ گیا تھا اور ایک تیر سینے پر لگنے سے آپ

زمین پر آگئے تھے۔آپؑ کے سر پر ایک گرز گرانبار بھی لگا تھا۔زمین پر گرتے ہوئے آپؑ نے امام حسینؑ کو آواز دی۔امام حسینؑ نے اپنی کمر تھام کر فریاد کی الآن انکسر ظھری ہائے میری کمر ٹوٹ گئی۔آپ کا لقب سقہ اور کنیت ابوالفضل وابو قربہ تھی۔آپ کی تاریخ شہادت میں مولانا روم نے مصرعہ" سر دین را بریدبے دینے" سے نکالی ہے۔شہادت کے وقت آپ کی عمر ۳۴ سال چند ماہ تھی۔آپؑ نے اپنی شہادت سے قبل اپنے بیٹے فضل اور قاسم کو قربان کیا تھا۔آپ کو کمال حسن کی وجہ سے "قمر بنی ہاشم" کہا جاتا تھا۔

۱۶

حضرت علی اکبر علیہ السّلام

آپ حضرت امام حسینؑ علیہ السّلام کے منجھلے بیٹے تھے۔امیرالمومنین حضرت علی علیہ السّلام اور فاطمۃ الزہراؑ کے پوتے تھے۔حضرت علیؑ کی شہادت کے دو سال بعد مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔آپؑ کی مادرِ گرامی کا نام نامی "اُمّ لیلیٰ" تھا۔یہ بی بی ابو ہریرہؓ ابنِ عروہ ابن مسعود ثقفی کی بیٹی تھیں، اور ان کی والدہ کا نام میمونہ بنت ابوسفیان لعؔ بن حرب بن امیّہ تھا اور میمونہ کی ماں ابوالعاص بن امیّہ کی بیٹی تھیں۔

آپؑ صورت وسیرت میں پیغمبرِ اسلامؐ سے بہت مشابہہ تھے۔آپؑ کا نام علیؑ ابن الحسینؑ۔کنیت ابوالحسن اور لقب اکبر تھا۔مدینہ سے روانگی کے وقت آپؑ نے اہلِ عصمت کے پردے کا خاص اہتمام کیا تھا۔

کربلا میں حضرت عباسؑ کی شہادت کے بعد آپؑ میدان میں تشریف لائے۔ اور زبردست نبرد آزمائی کے بعد پیاس سے بے حال ہوکر امام حسینؑ کی خدمت میں واپس تشریف لے گئے۔ بابا جان پانی پلا دیجئے۔ امام حسینؑ پانی کی کوئی سبیل نہ کر سکے۔ آپؑ پھر میدان میں واپس آئے اور نبرد آزمائی کرنے لگے۔

علماء نے لکھا ہے کہ علی اکبرؑ کو جب امام حسینؑ پانی نہ دے سکے تو کہا میرے مُنہ میں اپنی زبان دے دو۔ علی اکبرؑ نے زبان تو دے دی۔ لیکن فوراً باہر کھینچ لی، اور کہا، بابا جانؑ! آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے۔ اِس کے بعد امام حسینؑ نے ایک انگشتری اُن کے مُنہ میں دے دی اور علی اکبرؑ واپس میدانِ جنگ میں چلے گئے۔

میدان میں جا کر آپؑ نے ۱۲۰ دُشمنوں کو قتل کیا، یہاں تک کہ منقذ ابنِ مرّہ عبدی نے آپ کے گلوئے مُبارک پر تیر اور ابنِ نمیر نے سینۂ اقدس پر وُہ تیر مارا جس کے صدمہ سے آپ زمین پر تشریف لائے۔ آپ نے آواز دی۔ بابا! خبر لیجئے۔ امام حسینؑ اُفتاں و خیزاں پہنچے۔ آپ سے پہلے حضرتِ زینبؑ علی اکبرؑ کے پاس پہنچ چکی تھیں۔ بچوں کی مدد سے آپ لاشہ اکبر خیمہ میں لے آئے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

۱۷

محمدؑ بن ابی سعیدؑ بن عقیلؑ

آپ حضرت عقیلؑ بن ابی طالبؑ کے بیٹے تھے۔ حضرت علی اکبرؑ کی

شہادت کے بعد امام حسینؑ کو یکہ و تنہا دیکھ کر کمسنی اور انتہائی پیاس کے باوجود خیمہ سے نکل پڑے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چوب خیمہ تھی۔ آپؑ گھبرائے ہوئے انتہائی پریشانی کے عالم میں امام حسینؑ کی طرف دوڑے جاتے تھے۔ آپؑ کے کانوں کے گوشوارے ہلتے جاتے تھے۔ ابھی آپ امام حسینؑ کے نزدیک نہ پہنچے تھے کہ لقیط ابن ایاسی جہمی یا ہانی ابن ثبیت حضرمی نے گھوڑے پر سے جھک کر شہزادے کے سر مبارک پر تلوار لگائی اور آپؑ خاک و خون میں لوٹنے لگے، یہاں تک کہ راہیٔ جنت ہوئے۔

مورخ کاشانیؒ اس شہید جفا کا نام اور نسب بتانے سے قاصر رہے ہیں۔ (ناسخ التواریخ ۶ ص ۲۹۴ طبع بمبئی)۔

۱۸

حضرت علی اصغر علیہ السلام

آپؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بیٹے، حضرت علی علیہ السلام کے پوتے تھے۔ ۱۰ رجب ۶۰ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپؑ کی مادرِ گرامی جناب رباب بنت امرء القیس بن عدی بن اوس تھیں۔

یوم عاشورا جب امام حسینؑ نے آواز استغاثہ بلند کی تو آپؑ نے اپنے کو جھولے سے گرا دیا۔ خیمہ میں رونے کا کہرام برپا ہوا اور امام حسینؑ فوراً آپہنچے، پوچھا، بہن زینبؑ! کیا بات ہے۔ جناب زینبؑ نے واقعہ بیان کیا۔

امام حسین علیہ السلام حضرت علی اصغرؑ کو آغوش میں لے کر قوم اشقیا کے سامنے جا پہنچے، اور باواز بلند فرمایا کہ میرے اس بچے کی ماں کا دودھ خشک ہو چکا ہے۔ یہ تین دن کا بھوکا اور پیاسا ہے۔ اِسے تھوڑا سا پانی دے دو۔

سوالِ آب پر عمر سعد کے حکم سے حُرملہ نے تیر سہ شعبہ کمان میں جوڑ کر علی اصغرؑ کے گلے کو تاکا۔ فانقلب الصبی علی یدی الامامؑ تیر کا لگنا تھا کہ حضرت علی اصغرؑ امام حسینؑ کے ہاتھوں پر منقلب ہو گئے۔

امام حسینؑ نے حضرت علیؑ اصغر کا خون چلو میں لے کر آسمان کی طرف، پھر زمین کی جانب پھینکنا چاہا۔ لیکن ان دونوں نے اس خونِ ناحق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر آپؑ نے اُس بچہ کے خون کو اپنے چہرے پر مل کر کہا۔ میں اسی طرح نانا رسول اللہؐ کی بارگاہ میں جاؤں گا۔

انکار آسماں کو ہے راضی زمیں نہیں
اصغر تمہارے خوں کا ٹھکانا کہیں نہیں

تاجدارِ انسانیت

سید الشہدا جنابِ امام حسینؑ کی شہادت

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام، امیر المومنین حضرت علیؑ اور سیدۃ النساء حضرت فاطمہؑ کے فرزند اور پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے نواسے تھے۔ آپ ۳ر شعبان سنہ ۴ھ کے مطابق ۹ر جنوری سنہ ۶۲۶ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

آپؑ کا عہدِ طفولیت، پیغمبرِ اسلامؐ، امیر المومنینؑ کے زیرِ عاطفت گزرا۔ سنہ ۵۰ھ میں امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپؑ مدینہ منورہ میں عزلت نشین ہو گئے۔ سنہ ۵۶ھ میں معاویہ نے آپؑ سے بیعتِ یزید لینی چاہی۔ آپؑ نے اس کے کردار کے حوالہ سے انکار کر دیا۔ رجب سنہ ۶۰ھ میں معاویہ کے انتقال کے بعد یزید نے پھر بیعت کا سوال اُٹھایا، اور لازماً قتل کئے جانے کی دھمکی دی۔ آپؑ نے مدینہ چھوڑا۔ چار ماہ مکہ میں قیام کے بعد آپؑ عراق کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپؑ کے ہمراہ مخدراتِ عصمت اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ دوسری محرم الحرام کو آپؑ کا وُرود کربلا میں ہوا۔ ساتویں سے آپ پر پانی بند کر دیا گیا۔ اور صبح عاشورہ سے عصر تک آپؑ کے تمام اعزا اور اقربا، موالی اور اولاد

انکارِ بیعت فاسق کی پاداش میں تین دن کے بھوکے اور پیاسے قتل کر دیئے تھے۔ یہاں تک کہ آپؑ کا ششماہہ بچہ علیؑ اصغر تک نہ بچ سکا۔ یعنی آپؑ کا سارا خاندان اسلام کی خاطر اصُول کی بھینٹ چڑھ گیا۔

جب آپؑ کا معین و مددگار کوئی نہ رہا اور کسی سے اس امر کی توقع نہ رہی کہ وہ اصُول کی خاطر اسلام پر جان لگا دے گا، تو آپؑ خود میدان میں اپنی قربانی پیش کرنے کے لئے نکل آئے۔ چنانچہ آپؑ کے جسم پر ایک ہزار نوسو اکیاون زخم لگائے گئے، اور آپ زمین پر تشریف لائے۔ نمازِ عصر کا وقت آچکا تھا۔ آپؑ سجدۂ خالق میں گئے اور شمرؔ ملعون نے آپ کا سر مُبارک جُدا کر دیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

یہ واقعہ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ مطابق ۱۰ اکتوبر سنہ ۶۸۰ء یوم جمعہ کا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "چودہ ستارے"۔ مؤلفہ حقیر۔

شہادت امام حسینؑ کے بعد:

(۱) تمام شہدا کے سر کاٹے گئے اور لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ (۲) آلِ محمدؐ کے خیموں کو آگ لگائی گئی (۳) صبح یازدہم سروں کو نیزوں پر بلند کیا گیا، اور آلِ رسُولؐ کو رسیوں میں باندھ کر ناقوں پر سوار کیا گیا (۴) آلِ محمدؐ کو کُوفہ کے دربار میں داخل کیا گیا (۵) امام حسُینؑ کے لب و دندان سے چھڑی کے ساتھ بے ادبی کی گئی (۶) آلِ رسُولؐ کو قید خانہ میں بند کیا گیا (۷) ایک ہفتہ کے بعد آلِ رسُولؐ قیدی کی صُورت میں شام روانہ کر دیئے گئے (۸) آلِ محمدؐ سر برہنہ دربارِ شام میں داخل کئے گئے (۹) امام حسُینؑ کے سرِ مُبارک اور

لب و دندان کے ساتھ چھڑی سے بے ادبی کی گئی اور اس پر جامِ شراب ڈالا گیا (۱۰) آلِ رسولؐ قید خانہ شام میں بند کر دیئے گئے (۱۱) پھر ایک سال کے بعد رہا کر دیئے گئے (۱۲) واپسی میں لٹا ہوا قافلہ ۲۰ صفر ۶۲ھ کو کربلا پہنچا (۱۳) پھر وہاں سے روانہ ہو کر ۸ ربیع الاوّل ۶۲ھ کو اٹھارہ بنی ہاشم اور بہتر اصحابؓ کو کھو کر اور امام حسینؑ کی شخصیت سے محروم ہو کر بیمار کربلا امام زین العابدین کی زیرِ قیادت میں مدینہ منورہ پہنچا۔ آثارِ مدینہ دیکھ کر جناب اُمّ کلثومؑ نے کہا ؎

مدینة جدنا لا تقبلینا فبالحسرات والاحزان جئنا

اے میرے نانا کے مدینے ہم تیرے قبول کئے جانے کے قابل نہیں۔ ارے ہم حسرتوں اور غم و اندوہ کے مارے ہوئے ہیں (۱۴) مدینہ میں آلِ رسولؐ کی آمد کی خبر پہنچی اور تمام اہلِ مدینہ سر و پا برہنہ بیرونِ شہر تک آکر اپنے نبیؐ کی لٹی ہوئی آلِ اولاد کو گریہ و ماتم کے ساتھ لے گئے۔

فریاد و فغاں کا یہ عالم تھا کہ کئی دن تک آگ روشن کرنے کا کسی کو ہوش نہ تھا۔ اُمّ المومنین جناب اُمِّ سلمہؓ جب حضرت زینبؑ و اُمِّ کلثومؑ کو پُرسا دینے کے لئے آئیں، تو اُن کے ایک ہاتھ میں فاطمہ صغریٰ کا ہاتھ تھا اور دوسرے ہاتھ میں آنحضرت صلعم کی دی ہوئی وہ شیشی تھی جس میں خاکِ کربلا تھی اور روزِ عاشورا خون ہو چکی تھی۔

اُن شہدائے کربلا کے اسمائے گرامی جن کے تذکرے کُتب تواریخ سیر اور مقاتل میں ملتے ہیں

یہ اسماء اُن شہدا کے علاوہ ہیں، جن کے حالات لکھے گئے ہیں

ردیف	نمبر شمار	اسمائے شہدائے کرام	حوالۂ کُتب
ا	۱	ابراہیمؑ بن حصین اسدی	تمقام زخار
	۲	ابو دجانہؑ	ریاض الشہادت
	۳	ابوبکرؑ بن علیؑ	"
	۴	ابو عمارہؑ	سیر الائمہؑ
	۵	احمدؑ بن محمدؑ بن عقیل	ناسخ التواریخ
	۶	ابراہیمؑ بن مسلمؑ (شہید کوفہ)	"
	۷	ابراہیمؑ بن الحسینؑ	"
	۸	ابراہیمؑ بن علیؑ	"
	۹	احمدؑ بن حسنؑ	سیر الائمہؑ
	۱۰	اشعثؑ بن سعد	ریاض الشہادت
	۱۱	انسؑ بن کاہل اسدی	زیارت ناحیہ

ردیف	نمبر شمار	اسمائے شہدائے کرام	حوالۂ کتب
	۱۲	ابوالحتوفؓ انصاری	ابصار العین
ب	۱۳	بدرؓ ابنِ معقل جعفی	جلاء العیون
	۱۴	بکرؓ بن الحی التیمی	ابصار العین
ج	۱۵	جابرؓ بن حجاج تیمی	"
	۱۶	جریحؓ بن ابی حمید فہمی	زیارتِ ناحیہ
	۱۷	جویرؓ بن مالک ضبعی	"
ح	۱۸	حطیمہؓ بن وہاد	ریاض الشہادت
	۱۹	حمادؓ بن انس	"
	۲۰	حرثؓ ابنِ امروالقیس کندی	ابصار العین
	۲۱	حرثؓ غلامِ حمزہ	"
	۲۲	حبابؓ بن عامر تیمی	"
	۲۳	حبشیؓ بن قیس تیمی	"
ر	۲۴	رافعؓ غلام مسلم ازدی	"
ز	۲۵	زاہرؓ غلام عمرو بن الحمق	زیارتِ ناحیہ
	۲۶	زیادؓ بن مظاہر	ناسخ التواریخ و
	۲۷	زیدؓ بن مظاہر	فرہنگ خدا پرستی

ردیف	نمبر شمار	اسمائے شہدائے کرام	حوالۂ کتب
	۲۸	زیادؓ بن مہاجر کندی	جلاء العیون
	۲۹	زیادؓ بن شعبان	〃
	۳۰	زیدؓ بن ثبیت	زیارتِ ناحیہ
س	۳۱	سالمؓ بن مدینہ کلبی	〃
	۳۲	سعدؓ بن حرث انصاری	ابصار العین
	۳۳	سوارؓ بن منعم	〃
	۳۴	سعدؓ غلام حضرت علیؑ	ریاض الشہادت
	۳۵	سعیدؓ غلام عمر بن خالد	زیارت ناحیہ
	۳۶	سلیمانؓ غلام امام حسینؑ	اسرار الشہادت
ص	۳۷	سیفؓ بن ابی حرث	قمقام
ش	۳۸	شبیبؓ ابن حارث	اسرار الشہادت
	۳۹	شریحؓ ابن عبداللہ تمیمی	زیارت ناحیہ
	۴۰	شیثؓ بن عبداللہ نہشلی	〃
ط	۴۱	طرماحؓ بن عدی	دمعہ ساکبہ
ظ	۴۲	ظہیرؓ ابن حسان اسدی	ریاض الشہادت
ع	۴۳	عمروؓ بن خالد الازدی و خالد بن عمرؓ	روضۃ الشہداء

ردیف نمبر شمار	اسمائے شہدائے کرام	حوالۂ کتب
۴۴	عبدالرحمانؑ ارحبی	زیارتِ ناحیہ
۴۵	عبداللہ بن عمیر	قمقام
۴۶	عبداللہ الاکبر بن عقیلؑ	سیر الآئمہؑ
۴۷	عبداللہؑ ثانی بن علیؑ	"
۴۸	عبداللہؑ بن یقطر	ابصار العین
۴۹	عبداللہؑ بن بشیر	"
۵۰	عبداللہ ابن یزید	"
۵۱	عبدؑ الاعلیٰ یزید کلبی	"
۵۲	عبیداللہؑ بن ثبیث	"
۵۳	عبدالرحمٰنؑ بن عبدربہ	ابصار العین
۵۴	علیؑ بن مظاہر الاسدی	ناسخ التاریخ
۵۵	عبدالرحمٰنؑ بن مسعود تیمی	ابصار العین
۵۶	عبیداللہؑ بن عبداللہؑ بن جعفرؑ	قمقام
۵۷	عقبہؑ بن صلت جہنی	ابصار العین
۵۸	علیؑ بن عقیلؑ	قمقام
۵۹	عمرؑ بن احدوث	زیارتِ ناحیہ

ردیف	نمبر شمار	اسمائے شہدائے کرام	حوالۂ کتب
ع	۶۰	عمرؑ بن کعب	ابصار العین
	۶۱	عمرؑ بن علیؑ	قمقام
	۶۲	عمرؑ بن مطاع	ریاض الشہادت
	۶۳	عمرؑ بن حسان طائی	〃
	۶۴	عمرؑ بن مشیعہ	قمقام
	۶۵	عمارہؑ بن صلحت ازدی	ابصار العین
	۶۶	عمار بن ابی سلامہ ہمدانی	اسرار الشہادت
	۶۷	عونؑ بن علیؑ	ریاض الشہادت
غ	۶۸	غلامؑ ترکی مسمی قارب	ناسخ التواریخ
ف	۶۹	فضلؑ بن علیؑ	ریاض الشہادت
	۷۰	فضلؑ بن عباسؑ علمدار	نور العین
	۷۱	فیروزانؑ غلام امام حسنؑ	ریاض الشہادت
ق	۷۲	قاسمؑ بن عباسؑ علمدار	نور العین
	۷۳	قاسمؑ بن حبیب ازدی	زیارتِ ناحیہ
	۷۴	قرۃ غلام حرؑ	ریاض الشہادت
	۷۵	قعنبؑ بن عمرؑ	زیارتِ ناحیہ

ردیف	نمبر شمار	اسمائے شہدائے کرام	حوالۂ کتب
ق	۷۶	قیسؑ بن منبہ	ریاض الشہادت
	۷۷	قیسؑ بن مہر صیداوی	زیارتِ ناحیہ
	۷۸	قیسؑ بن ربیع	ریاض الشہادت
م	۷۹	مجمعؑ بن زیاد جہنی	ابصار العین
	۸۰	مالکؑ بن داوٗدؑ	ناسخ التواریخ
	۸۱	مقسط بن زہیرؑ	ابصار العین
	۸۲	معلیٰؑ بن علی	ناسخ التواریخ
	۸۳	مالکؑ ابن اوس	"
	۸۴	مُسلمؑ بن عقیلؑ (شہیدِ کوفہ)	تمام کتابوں میں
	۸۵	محمدؑ بن انس بن ابو دجانہ	ریاض الشہادت
	۸۶	محمدؑ بن بشیر خضرمی	مقاتل الطالبین
	۸۷	محمدؑ بن مقداد	ریاض الشہادت
	۸۸	مرتتؑ	مجالس مفجعہ
	۸۹	محمدؑ بن مطاع	ناسخ التواریخ
	۹۰	مصعبؑ برادرِ حُرؑ	روضۃ الشہداء
	۹۱	منجح غلام امام حسینؑ	زیارتِ ناحیہ

ردیف	نمبر شمار	اسمائے شہدائے کرام	حوالہ کتب
ن	۹۲	نصرؑ غلام حضرت علیؑ	ابصار العین
و	۹۳	واضحؑ حرث کا غلام	"
	۹۴	وقاصؑ ابن مالک	ریاض الشہادت
ہ	۹۵	ہاشمؑ بن عتبہ	کتاب فرہنگ خدا پرستی
	۹۶	ہانیؑ ابن عروہ مرادی وابن کثیر شہید کوفہ	ابصار العین
	۹۷	ہلالؑ بن حجاج	جلاء العیون
ی	۹۸	یحییٰؑ بن کثیر	ناسخ التواریخ
	۹۹	یزیدؑ ابن ثبیط عبدی	ابصار العین
	۱۰۰	یزیدؑ بن معقل	"
	۱۰۱	یزیدؑ بن حصین ہمدانی	جلاء العیون

خادم الشہداء

سید نجم الحسن کراروی

(پشاور شہر)

حجۃ الاسلام حضرت علامہ سید نجم الحسن کراروی کے تصانیف

حاشیہ۔ مقدمہ۔ ترجمہ۔ پیش لفظ۔ اضافہ۔ زیر قلم

(۱) ذکر العباسؑ
(۲) بہتر تارے
(۳) چودہ ستارے
(۴) مختار آلِ محمدؐ
(۵) رُوح القرآن
(۶) الغفاری
(۷) احیاء المیت
(۸) نماز اثناء عشری
(۹) لواعج الاحزان حصہ اوّل
(۱۰) لواعج الاحزان حصہ دوم
(۱۱) امام مبینؑ
(۱۲) حیات القلوب مجلسیؒ
(۱۳) ینابیع المودت
(۱۴) تحفۃ العوام
(۱۵) تاریخ ابو الفداء
(۱۶) تاریخ اعثم کوفی
(۱۷) مفاتیح الغیب
(۱۸) استخارہ سجادیہ
(۱۹) محبت اہلِ بیتؑ
(۲۰) واقعہ کربلا
(۲۱) چہلم شہداء کربلا
(۲۲) نماز اور امام حسینؑ
(۲۳) سیاستِ اسلامیہ
(۲۴) واقعہ کربلا کا پس منظر
(۲۵) یعسوبُ الدین
(۲۶) اختصاص السیادت
(۲۷) ترجمہ دُعائے نور آفسٹ
(۲۸) تحفۂ ماہِ رمضان
(۲۹) کفایت شعاری
(۳۰) تاریخِ اسلامؐ مجلدات زیرِ طبع

امامیہ کتب خانہ، لاہور

فلسفہ شہادت

مصنفہ :۔ جناب فاضل جلیل سید سجاد حسین صاحب مدظلہ العالی ۔

اسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ سید الشہداء نے کیوں شہادت اختیار کی ۔ اس سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا ۔ اس کے عوام و انصار نے کیا کیا کام کئے ۔ لکھائی چھپائی عمدہ ۔ ہدیہ مناسب ۔

دلچسپ مکالمہ

مصنفہ :۔ جناب فاضل جلیل سید سجاد حسین صاحب مدظلہ العالی

اسمیں مولانا سید الطاف حسین حالی اور سید سجاد حسین صاحب نے مناظرہ کی اہمیت فریقین کے اختلاف اور شیعوں کا برسرِ حق ہونا ثابت کر کے مولانا ممدوح کو اپنا ہم خیال بنایا ۔ لکھائی چھپائی عمدہ ۔ ٹائیٹل رنگین ۔ ہدیہ مناسب ۔

تنویر کعبہ

مصنفہ :۔ شاعر آل پیمبر جناب سید علی اطہر صاحب نقوی مرغوبؔ ۔

اسمیں خانہ کعبہ کی تعمیر کا مشرح بیان ۔ حج کے اعمال کی مسلسل توضیح ۔ اسمیں شہزادہ علی اکبرؑ کا پُر خلوص مرثیہ اس طرح ضم کیا گیا ہے ۔ جو اس کتاب کی روح کی حیثیت رکھتا ہے لکھائی چھپائی عمدہ ۔ ٹائیٹل رنگین ۔ ہدیہ مناسب ۔

جواہر البیان اُردو ترجمہ اللؤلؤ والمرجان

مُؤلفہ :- جناب علامہ مرزا حسینؒ نوری صاحب قبلہ۔

مُترجمہ :- جناب مولانا نذر حسین صاحب ظفر۔

اس میں امام حسینؑ پر رونے اور رُلانے کا ثواب (۲) مجلس امام مظلوم کے شرائط (۳) اخلاص و عبادت کے معنی (۴) مجلس کو پُر خلوص پڑھنے سے رُکاوٹیں (۵) ایک مشہور واعظ کا واقعہ (۶) سچائی اور راست گوئی کی مفصل تفصیل اور احکام (۷) جھوٹ اور اسکے اقسام اور اس کے مضرات (۸) تقیہ اور جھوٹ اور توریہ میں فرق (۹) مجلس کو سرمایہ تجارت نہ بنایا جائے۔ ان امور پر یہ کتاب مشتمل ہے حجم ۲۶۸ صفحات۔ سفید کاغذ۔ ہدیہ مناسب۔

رسالہ مناظرہ حسنیہ

یہ وہ معرکۃ الآرا مناظرہ ہے۔ جو حضرت امام جعفر صادق کے خانۂ اقدس میں تربیت یافتہ ایک کنیز "حسنیہ" نامی اور ابراہیم بن خالد اعلم بصرہ، امام ابو یوسف اور امام شافعی اور دیگر متعدد علمائے بغداد کے ساتھ دربار ہارون الرشید میں واقع ہُوا اور حُسنیہ نے مذہب اہلبیت کی حقانیت بدلائل عقلی و نقلی ثابت کر کے دُشمنانِ اہلبیت کی معاندانہ کاوشوں کا بیخوف و ہراس ذکر کیا ہے نہایت دلچسپ عبارت سلیس آفسٹ طباعت سفید کاغذ۔ ٹائیٹل رنگین۔ ہدیہ مناسب علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ

امامیہ کُتب خانہ مُغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ لاہور ۸

روح القرآن

مصنفہ

حجۃ الاسلام الحاج مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی۔

یہ وہ کتاب لاجواب ہے جس کی مثال پاکستان میں نہیں ہے۔ اس موضوع پر شیعہ نقطہ نظر کے مطابق آجتک یہاں نہیں لکھی گئی۔ کتاب روح القرآن بھی اپنے وجود و ظہور میں منفرد ہے۔ اس کتاب میں قرآن مجید سے متعلق ہر قسم کے موضوع پر بحث کی گئی ہے۔ اس میں قرآن مجید کے معنی بتائے گئے ہیں۔ اسکے نزول سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے معجزہ ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تحریف قرآن پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اور اسکے متعلق شیعہ نقطۂ نظر کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کے کثیر موضوعات میں دو امور پر بحث نے اسے لاجواب بنا دیا ہے (۱) یہ کہ ۳۱۳ آیاتِ قرآنی کی نشاندہی اس مقصد سے متعلق کی ہے کہ یہ آیات آلِ محمدؐ کی مدح میں نازل ہوئی ہیں اور اس کا ثبوت کتب اہلسنت سے پیش کیا ہے اِس سے بے شبہ ذاکرین و واعظین کو بڑی سہولت مل جاتی ہے۔ پاکستان کے بڑے بڑے واعظ اور ذاکر اس کتاب کو اپنے پاس رکھتے ہیں (۲) اُسکے آخری باب میں تقریباً ۳۰۰ اُن شیعہ علماء کے اسماء لکھے ہیں جنھوں نے قرآنی خدمات انجام دی ہیں۔ یہ کتاب پہلے ایک مقدمہ کی شکل میں تھی۔ اب اسے مصنف نے مکمل کتاب بنا دیا ہے۔ آفسٹ طباعت حجم ۴۰۰ صفحات۔ رنگین کور۔ سائز $\frac{۲۳ \times ۱۸}{۸}$ ہدیہ روپے۔

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ مغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ لاہور ۸

آفتابِ شہادت (حصّہ اوّل و دوم)

تالیف: علامہ جزائری مدظلّہ۔ اس کتاب میں واقعاتِ کربلا بالکل اچھوتے انداز میں درج ہیں جسکا ایک ایک لفظ وہ ہے کہ آپ دل پکڑ کر رہ جائیں گے۔ امام حسینؑ کی شہادتِ عظمٰی کے متعلق تمام گندہ ذہنیوں کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ بیشمار منبری گوشے اور پاکیزہ نکات کتاب کی ہر سطر ندرت لطافت تمانت اور پرشکوہ عبارت کا آئینہ دار ہے۔ اس کتاب کے متعلق رہبرِ قوم حضرت خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب قبلہ دہلوی کا ارشاد ہے ان تمام کتب میں "آفتابِ شہادت" شاہکار ہے۔ جس تمانت اور ٹھنڈے دل سے جوابات دیئے ہیں۔ وہ قابلِ ہزار ستائش ہے۔ ہدیہ مناسب۔

حقائق الوسائط (جلد اوّل)

مُصنّفہ

ثقۃ الاسلام الحاج علامہ محمد بشیر صاحب قبلہ انصاری۔

یہ کتاب مدت سے ختم تھی اور مومنین کے بیحد اصرار پر اس کو شائع کیا گیا ہے اس ایڈیشن میں علامہ صاحب نے کافی اضافہ بھی کر دیا ہے۔ اب یہ ایڈیشن پہلے سے بھی ہر لحاظ سے بہتر اور جامع ہے۔ سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ حجم ۴۴۰ صفحات۔ کتابت عمدہ آفسٹ چھپائی۔ سفید کاغذ مجلد۔ ہدیہ مناسب۔

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ مغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ لاہور ۸

کتب نوحہ جات

تہذیب ماتم شاعر اہلبیت خلش پیر اصحابی کے تازہ اور جدید رنگ میں لکھے ہوئے نوحوں اور سلاموں کا بلینظیر مجموعہ ہے۔ تہذیب ماتم کا ہر ایک نوحہ بلکہ ہر ایک شعر محبت اہلبیت کا لہریں لیتا ہوا سمندر ہے (۲) درد والم میں ڈوبے ہوئے تبلیغی نوحوں کا بہترین مجموعہ ہے۔ اسکا ہر نوحہ شہیدانِ کربلا کی رزمیہ والمیہ واقعات شہادت کی مکمل داستان ہے۔ ہر نوحہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے انوکھی چیز ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ ہدیہ مناسب۔

چراغِ فکر یہ کتاب شاعر اہلبیت خلش پیر اصحابی کی حُبِ اہلبیت اطہار سے مشرف فکر ونظر کا نتیجہ ہے۔ اسمیں سرکارِ رسالت کی مدح و توصیف اور حضرت سید الشہداء کا تعارف اس درد ومحبت سے کرایا گیا ہے کہ اس مجموعہ کا ہر شعر ہر مومن مخلص کے دل کی آواز بن گیا ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ ٹائیٹل خوبصورت۔ ہدیہ مناسب۔

ابرِ غم شاعر اہلبیت خلش پیر اصحابی کے تازہ تازہ اور جدید رنگ میں لکھے ہوئے نوحوں کا بینظیر مجموعہ ہے اسمیں چند مختلف قسم کے نوحہ جات درج ہیں۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ ہدیہ مناسب۔

عرفانِ غم شاعر اہلبیت خلش پیر اصحابی کے تازہ تازہ اور جدید رنگ میں لکھے ہوئے نوحوں کا بینظیر مجموعہ ہے اسمیں مختلف قسم کے نوحہ جات درج ہیں لکھائی چھپائی عمدہ۔ ہدیہ مناسب۔

ملنے کا پتہ:۔ امامیہ کتب خانہ مُغل حویلی اندرون موچی دروازہ لاہور ۸

چند لاجواب کتب

پیغام حسینی مؤلفہ:- سید احمد حسین صاحب ترمذی۔ مرحوم ومغفور۔ کتاب ان مضامین کی حامل ہے جن میں واقعاتِ کربلا کا مجملاً ذکر ہے مگر ان واقعات کا مفصل ذکر بھی ہے جو روزِ عاشورا رونما ہوئے۔ ان مضامین میں ان خدمات کا بھی ذکر ہے۔ جو مخدرات عصمت وطہارت اور اطفال اہلبیت نے روزِ عاشورا سرانجام دیں۔ نہایت مفید کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ ہدیہ مناسب۔

شہید مؤلفہ:- جناب منظور حسین صاحب منشی فاضل۔ اسمیں لفظ شہید پر بحث کی گئی ہے اور اطفال کے لئے چند ایسے عنوان قائم کئے گئے ہیں جن سے کہ واقفیت عامہ میں اضافہ ہو سکے اور بچے صحیح معنوں میں ان امور سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ جو بڑی بڑی ضخیم اور مشکل کتب سے استفادہ حاصل نہیں کر سکتے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔

رہنمائے حق مصنفہ:- سید حیدر حسین شاہ صاحب ترمذی - جس میں آیت امانت۔ آیت ولایت واستخلاف وغیرہ وغیرہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ امانت کیا چیز ہے۔ امین کون ہیں۔ عالم وجاہل اور منافق کے لقب کے کون مستحق ہیں۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ ہدیہ مناسب۔

اعجاز جعفری مصنفہ کوثری۔ اسمیں حضرت امام جعفر صادق کے معجزات نظم میں درج ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ ہدیہ مناسب

ملنے کا پتہ:- **امامیہ کتب خانہ مغل حویلی۔ موچی دروازہ لاہور**

کتب مرثیہ جات

مصائب کربلا اہلبیت اطہار کے دلدوز، جگر سوز، درد انگیز، قیامت خیز مصائب سے لبریز پندرہ ۱۵ مرثیوں کا نایاب اور لاجواب مجموعہ ہے جو ہر مجلس عزائے مظلوم کربلا کو انتہائی کامیاب بنانے کا واحد ذریعہ ہیں۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ ہدیہ مناسب۔

اسیرانِ شام اسیران اہلبیت کے دلدوز، جگر سوز، درد انگیز، قیامت خیز مصائب سے لبریز سولہ ۱۶ مرثیوں کا نایاب اور لاجواب مجموعہ ہے مجالسِ چہلم کی زینت ہے۔ فرزندانِ شام کے دُکھیارے وبیکس و بے یارے قیدیوں کی حقیقی تصویر اگر آپ تیرہ سو برس بعد آج بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو ان مراثی کے آئینہ میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ لکھائی چھپائی عُمدہ۔ ہدیہ مناسب۔

اشکِ ماتم یہ اُن بارہ ۱۲ بینیہ مرثیوں کا مجموعہ ہے۔ جن کو مستورات کی زنانہ مجلسوں میں پڑھنے کیلئے ترتیب دیا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی عُمدہ۔ ہدیہ مناسب۔

حسینؑ اور اسلام (منظوم تاریخ کربلا مرثیہ) اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ واقعہ کربلا کیوں ہوا؟ امام حسین علیہ السلام نے اس راہ میں کیا خاص کردار ادا کیا۔ شہادت کا اثر عالم اسلام پر کیا ہوا۔ عزاداری نے کیسے رواج پایا تو آج ہی کتاب "حسین اور اسلام" منگوا کر پڑھیے ہدیہ مناسب ہے۔

زاد العقبیٰ اردو ترجمہ مودۃ القربیٰ

(مصنفہ حضرت سید علی ہمدانی)

جن کی اعلیٰ تصانیف میں سے کتاب "مودۃ القربیٰ" آسمانِ شہرت کا آفتاب مانی جا چکی ہے۔ چونکہ یہ کتاب مستطاب عربی ہونے کیوجہ سے اُردو دُنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی تھی اس لئے اس کا اردو ترجمہ مع اصل عبارت مودۃ القربیٰ کے بار دوم میں مؤلف ممدوح کی سوانحعمری پر کافی روشنی ڈال کر طبع ہوا ہے۔ آفسٹ چھپائی۔ کتابت و کاغذ عمدہ ہدیہ مناسب۔

تاریخ اعثم کوفی (خلاصہ)

کتاب "تاریخ اعثم کوفی" اگرچہ قدیم تاریخ میں سے ہے جو وفات آنحضرتؐ سے لیکر واقعہ کربلا تک کے واقعات کے لئے قابلِ قدر اور مُستند ماخذ کے طور پر آج تک شہرۂ آفاق چلی آرہی ہے مگر چونکہ یہ کتاب اسقدر ضخیم ہے کہ اسوقت کا عدیم الفرصت انسان اسے پڑھنے سے گھبراتا اور گریز کرتا ہے۔ اس لئے اس بات کو مدِّنظر رکھ کر جناب سید محمد حسن عسکری صاحب زیدی نادم ایرایانی نے بڑی کدو کاوش کے ساتھ نہایت عمدہ پیرایہ میں اس کتاب کی تلخیص کر کے ایک بیش بہا معلومات اور اسے علمی افکار کا ذخیرہ بنا دیا ہے جو طالبانِ دین کے لئے بلا تفریق مذہب و ملت سُودمند اور طالبِ حق کے لئے ضروری ہے۔ حجم ۲۴۸ صفحات۔ آفسٹ طباعت۔ رنگین سرورق۔ قسم اوّل سفید کاغذ ہدیہ مناسب۔ قسم دوم اخباری کاغذ۔ ہدیہ مناسب

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ مُغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ لاہور ۸

تائیدِ جبریلؑ

شاعرِ اہلبیت جناب اثر ترابی کا تازہ مجموعہ کلام جسمیں رباعیات سلام اور مرثیے درج ہیں

محافل ذکر اور مجالسِ عزا کی زینت "تائیدِ جبریلؑ" سوز خوانی کے لئے نادرِ روزگار بیاض اسمیں رُباعیوں اور نظموں کے علاوہ بارہ ۱۲ سلام اور مکمل دس ۱۰ مرثیے درج ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے (۱) مناقب سید لولاک سرکار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) علالتِ جناب رسولِ خداؐ اور بے قراری جناب فاطمۃ الزہراؑ (۳) ذکر امُ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا (۴) واقعۂ خم غدیر (۵) شہادت حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام (۶) فضائل و شہادت امام حسن علیہ السلام (۷) مناقب حسینؑ، صدائے استغاثہ اور حال علی اصغرؑ (۸) ذکر جناب بلالؓ بعد رسولِ مقبولؐ مدینے میں دوبارہ مراجعت۔ اذان کہنا اور جناب فاطمہؑ کا غش کر جانا (۹) ذکر فاتح فرات حضرت عباس علمدار (۱۰) منظر روانگی علی اکبرؑ از خیمہ گاہ (۱۱) ذکر امُ المصائب حضرت زینب سلام اللہ علیہا۔ بعد شہادت امام حسینؑ سیدانیوں کے سروں سے چادروں کا چھننا (۱۲) ذکر اصحاب حسینؑ واقعات شب عاشور (۱۳) غارتگری خیام اہلبیتِ اطہار (۱۴) ذکر امام زین العابدین علیہ السلام (۱۵) ذکر حضرت ابو ذر غفاریؓ صحابی رسول مقبولؐ۔ بیکسی میں انتقال اور بچی کا اضطراب۔ حضرت مالک اشترؓ کے قافلے کا آنا۔ تجہیز و تکفین۔ مکمل حالات (۱۶) ذکر حضرت صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ و ساقی نامہ۔ علاوہ ازیں اس کتاب کے بارے میں رئیس المقررین خطیب آل محمدؐ مولانا السید اظہر حسن صاحب قبلہ زیدی اور صدر العلماء والمجتہدین علامہ سید نصیر الاجتہادی صاحب قبلہ اور شاعرِ حسینیت جناب سید وحید الحسن صاحب ہاشمی ایم اے، بی ٹی کی مکمل تحریری آراء شامل ہیں۔

سائز "۵×"۷ طباعت آفسٹ عمدہ کتابت۔ کاغذ بہترین۔ سرورق رنگین۔ ہدیہ قسم دوم اخباری کاغذ مجلد ۹/- روپے۔ قسم اول سفید کاغذ مجلد۔ ۱۲/- روپے

ملنے کا پتہ: امامیہ کتب خانہ مغل حویلی اندرون موچی دروازہ لاہور ۸

صحابیِ رسولؐ حضرت ابوذر غفاریؓ کے حالاتِ زندگی سے متعلق شہرۂ آفاق کتاب

الغفاری (مع اضافہ)

مولفہ

مورخِ یگانہ محققِ زمانہ حجۃ الاسلام حضرت الحاج مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی مدظلہ

اس میں صحابی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوذر غفاری جن کے متعلق حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے میرے اور میرے اہلبیت کے علاوہ ابوذر سے زیادہ سچا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ جو حضورؐ کے معتمد خاص اور آلِ محمدؐ کے خصوصی مخلص تھے جنہیں حضورؐ کے بعد اہلِ دنیا نے گرے ہوئے آنسوؤں کی طرح بے وقعت بنانے کی کوشش کی اور اموییت سے متاثر مورخین اور سیر نگاروں نے سطحِ قرطاس پر مدھم نقش و نگار ابھار کر انکے صداقت خیز کارناموں کو کالعدم کرنے اور اموی بادشاہوں کے ظلم و جور پر پردہ ڈالنے کی سعی دکوشش کی تھی۔ ان کے صحیح حالاتِ زندگی حضرت علامہ کراروی نے لکھ کر وہ فریضہ انجام دیا ہے جس کی ادائیگی سے آج تک اربابِ قلم قاصر تھے۔

مؤلف ممدوح نے "الغفاری" ایسی کتاب لکھی ہے۔ جس کی مثال نہیں ہے۔

سائز ۱۸×۲۳/۸ حجم ۴۸۴ صفحات۔ آفسٹ چھپائی۔ عمدہ سفید کاغذ۔ ہدیہ قسم اول

قسم خاص عمدہ آفسٹ پیپر ولائتی۔ مجلد ہدیہ

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ مغل حویلی اندرون موچی دروازہ لاہور ۸

حسینی تبلیغ شائع ہو گئی

قرطاس و قلم

مصنفہ :۔ افسر الشعراء جناب مولانا سید افسر عباس صاحب زیدی دہلوی۔
کے تقریباً ایک ہزار معرکۃ الآرا قطعات اور پُرجوش رباعیات کا بینظیر مجموعہ جس کا ہر قطعہ بادۂ مودۃ کا چھلکتا ہوا جام ہے اور ہر رباعی معاندین حق کیلئے تیغ بے نیام ہے۔ زبان و بیان کی خوبیوں سے مزین اور محاورات کے برمحل استعمال سے آراستہ ایسے خوبصورت قطعات اور اتنی مضبوط رباعیات آپ کو اُردو کے پورے عزائیہ ادب میں مشکل سے دستیاب ہوں گی۔ مشتے نمونہ از خروارے۔

زباں پہ اصل حقیقت کا اعتراف نہیں ذرا بھی دیدہ و دل کا غبار صاف نہیں
بدن پہ جامہ احرام دل میں بغض علیؑ ترے نصیب کا چکر ہے یہ طواف نہیں

رُک گیا رو داد اوصاف علیؑ کہتے ہوئے کیوں جھجکتا ہے ولی کو تو ولی کہتے ہوئے
جب اُسے مولائے کل تسلیم کرتا ہے تو پھر موت کیوں آتی ہے تجھ کو یا علی کہتے ہوئے

نگاہ جس کی وسیع و بلند ہوتی ہے بس اس سے اس کی طلب بہرہ مند ہوتی ہے
دل نجس میں سمائی کبھی نہ حُب علیؑ کہ یہ بہت ہی نفاست پسند ہوتی ہے

خطبا و ذاکرین کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے۔ کیونکہ اسمیں مندرج ہر قطعہ یا رُباعی نہایت توجہ خیز و ولولہ انگیز و مودۃ آمیز ہے۔ آج ہی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں۔ حجم ۲۵۶ صفحات۔ سائز ۱۸×۲۳ کتابت عمدہ۔ طباعت آفسٹ۔ سفید کاغذ۔ ہدیہ مجلد ۱۶ روپے

ملنے کا پتہ :۔ امامیہ کتب خانہ مُغل حویلی اندرون موچی دروازہ لاہور ۸